Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

القرآن الحکیم ۶۵:۱۲

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

مصلح موعودؓ نمبر

Scenes from 2012 West Coast USA Jalsa Salana

Bangla Desk Meeting at the occasion of
2012 West Coast Jalsa Salana

Dr. Basharat Munir Mirza

Interfaith Conference Organized by Ahmadiyya Muslim Community, Silicon Valley Chapter

فروری 2013

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

فہرس

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

(الاعراف: 206)

اور (اے نبی) تو اپنے نفس میں اپنے ربّ کو عجز اور خوف کے ساتھ یاد کرتے رہا کر اور دھیمی آواز سے صبح بھی اور شام بھی (ایسا کیا کر) اور کبھی غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 67}

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com

OR

Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ط وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَوْلَافَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَازَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا لا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌO

(سورۃالنور: 22)

اے مومنو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے وہ جان لے کہ شیطان بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ (تعالیٰ) کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاکباز نہ ہوتا لیکن اللہ (تعالیٰ) جس کو چاہتا ہے پاکباز بنادیتا ہے اور اللہ بہت دعائیں سُننے والا بہت جاننے والا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ :

خُطُوَۃٌ کے معنے قدم کے ہوتے ہیں لیکن جب یہ لفظ جمع کی صورت میں استعمال ہوتو اسکے معنے مفسرین کے نزدیک مسلک اور مذہب اور اثر کے بھی ہوتے ہیں (فتح البیان)۔پس لَاتَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اے مومنو! شیطانی طریق اور شیطانی مذہب اور شیطانی اثر کو اختیار نہ کرو۔اور اس امر کو یادرکھو کہ جو شخص شیطانی طریق اور مسلک کو قبول کرتا ہے وہ لازماً بدی اور ناپسندیدہ باتوں کے پیچھے پڑجاتا ہے۔کیونکہ شیطان ہمیشہ بدی اور ناپسندیدہ باتوں کی ہی تحریک کیا کرتا ہے۔لیکن یہ بھی یادرکھو کہ کامل پاکیزگی بغیر اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحمت کے حاصل نہیں ہوتی۔پس اس کا طریق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے دُعائیں کرتے رہو اور اپنے حالات کو زیادہ سے زیادہ پاکیزہ لوگوں کی طرح بناؤ۔تاکہ وہ یہ دیکھ کر کہ تم پاکیزہ بننے کی کوشش کر رہے ہو تم کو پاکیزہ بنادے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔حتّٰی کہ جب انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتا ہے تب بھی وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اُسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آکر ایمان لانے کے بعد بھی اس کی باتوں کو ماننے لگ جاتے ہیں اور مرتد اور فاسق ہوجاتے ہیں اور یہ خطرہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کوئی شخص بھی اس خطرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مگر اس فضل کو جذب کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفت سَمِیْعٌ سے فائدہ اُٹھائے اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔اگر وہ اس کے دروازہ کو کھٹکھٹائے گا اور اُس سے دُعائیں کرنا اپنا معمول بنالے گا تو اللہ تعالےٰ جو علیم ہے اور اپنے بندوں کے حالات اور اُن کی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کردے گا جس کے نتیجہ میں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ ہوجائے گا اور اسے طہارت اور پاکیزگی میسّر آجائے گی۔

(تفسیر کبیر جلدششم صفحہ 281)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احادیثِ مبارکہ

عَنْ عَبْدِاللّٰہ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:لِیَبْتَلِی مِنْکُمْ اُوْلُواالْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ وَلَاتَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ وَاِیَّاکُمْ وَھَیْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء لیلینی منکم اولوالاحلام)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے صاحب فہم اور بڑی عمر والے افراد مجھ سے قریب رہا کریں، پھر درجہ بدرجہ عمر اور فہم والے افراد۔ اور دیکھو آپس میں بغض، کینہ اور اختلافات نہ کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف ہو جائے گا (یعنی تم میں پھوٹ پڑ جائے گی) اور بازاروں میں شور وغوغا کرنے سے بچو۔

☼☼☼☼☼☼

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:غَطُّوْا الْاِنَآءَ وَاَوْکُوا السِّقَآءَ، وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ، وَاَطْفِؤُا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَحُلُّ سِقَآءً، وَلَایَفْتَحُ بَابًا، وَلَایَکْشِفُ اِنَآءً۔ فَاِنْ لَمْ یَجِدْ اَحَدُکُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْرُضَ عَلٰی اِنَآئِہٖ عُوْدًا، وَ یَذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَۃَ تُضْرِمُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ بَیْتَھُمْ۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب الامر بتغطیۃ الاناء)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے برتنوں کو ڈھانک کر رکھا کرو۔ مشکوں کا منہ بند ھا رہے یعنی پینے کے پانی کو کھلے منہ نہ رکھو۔ اپنے دروازے رات کو بند رکھو۔ دیا بجھا کر سوو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو شیطان تمہاری مشک کا منہ کھول نہیں سکے گا۔ تمہارا دروازہ نہیں کھول سکے گا۔ برتن ننگا نہیں کر سکے گا یعنی تم ہر قسم کے نقصان سے بچ جاؤ گے۔ اگر کسی کے پاس برتن ڈھانکنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو برتن پر آڑے انداز میں لکڑی ہی رکھ دو اور ایسا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھو۔ دیا جلتے رہنے سے یہ نقصان ہو سکتا ہے کہ گھر میں رہنے والے چوہے وغیرہ اس کی بتی گھسیٹ لے جائیں اور اس طرح آگ لگ جائے۔

☼☼☼☼☼☼

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَامِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا کَانَ مَااُکِلَ مِنْہُ لَہٗ صَدَقَۃً، وَمَا سُرِقَ مِنْہُ لَہٗ صَدَقَۃً وَلَا یَرْزَؤُہٗ اَحَدٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ صَدَقَۃٌ۔

(مسلم باب فضل الغرس والزرع و بخاری)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان پھل دار درخت لگاتا ہے خواہ اس کا پھل کھایا جائے یا چرایا جائے اس کے لگانے والے کو ثواب ملے گا اور وہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔ اسی طرح جو اس کی ٹہنیاں کاٹتا ہے اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا' اور اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سُورج — پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے
جب کُھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا — نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا — عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکاء یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اس دِیں سے آسمانی — اَے طالبانِ دَولت! ظِلِّ ہُما یہی ہے
سب دیں ہیں اِک فسانہ شرکوں کا آشیانہ — اُس کا ہے جو یگانہ چہرہ نما یہی ہے
سَو سَو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر — مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مُدّعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وُہ یارِدِیں کو تازہ — اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ — اَے گرنے والو دوڑو دِیں کا عصا یہی ہے
کس کام کا وُہ دِیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے — دِیں کی مِرے پیارو! زرّیں قبا یہی ہے
افسوس آریوں پر جو ہوگئے ہیں شپّر — وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے
معلوم کرکے سب کچھ محروم ہوگئے ہیں — کیا اِن نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے
اک ہیں جو پاک بندے اِک ہیں دلوں کے گندے — جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
اِن آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی — ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ — کِس کو کہوں کہ اِن میں ہَرزہ دَرا یہی ہے
ہندو کچھ ایسے بگڑے دِل پُر ہیں بُغض وکِیں سے — ہر بات میں ہے توہیں طرزِ ادا یہی ہے
جاں بھی ہے اِن پہ قُرباں گر دل سے ہوویں صافی — پس اَیسے بدگُنوں کا مجھ کو گِلا یہی ہے
دل پَھٹ گیا ہمارا تحقیر سُنتے سُنتے — غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشگوئی مصلح موعود

''مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔سومَیں نے تیری تضرّ عات کو سُنا۔اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے۔اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔سو بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اُسکے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دَولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیّوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزندِ دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(اشتہار 20فروری1886مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل)

خطبہ جمعہ

’’فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے‘‘

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے جلوے ہمیشہ نظر آتے رہیں۔ اور آج زندہ مذہب ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا عملی ثبوت صرف اور صرف اسلام ہی دیتا ہے

آج ہم جب یومِ مصلح موعود مناتے ہیں تو حقیقی یومِ مصلح موعود تب ہی ہوگا جب یہ تڑپ آج ہم میں سے اکثریت اپنے اندر پیدا کرے کہ ہمارے مقاصد بہت عالی ہیں، بہت اونچے ہیں، بہت بلند ہیں جس کے حصول کے لئے عالی ہمتی کا بھی مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اور اپنے اندر اعلیٰ تبدیلیاں بھی پیدا کرنا ہوں گی۔پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی۔ خداتعالیٰ سے ایک تعلق بھی جوڑنا ہوگا۔ اسلام کا درد بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دل میں درد پیدا کرتے ہوئے اظہار بھی کرنا ہوگا۔

مسلمانوں میں بھی آج جماعت احمدیہ ہی وہ فرقہ ہے جو آج بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قادر و مقتدر یقین کرتا ہے۔اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی وہی قدرتیں رکھتا ہے، وہی قدرتیں دکھاتا ہے جیسا کہ ازل سے دکھاتا چلا آ رہا ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 فروری 2012ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے جلوے ہمیشہ نظر آتے رہیں۔اور آج زندہ مذہب ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا عملی ثبوت صرف اور صرف اسلام ہی دیتا ہے۔اسلام کا خدا وہ خدا ہے اب بھی وہ جس کو بھی چاہے کلیم بنا سکتا ہے۔اُس سے اب بھی بولتا ہے، دعاؤں کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اپنی قدرت کے جلوے دکھاتا ہے۔اور اس زمانے میں اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جس کے اس زمانے میں آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

پس مسلمانوں میں بھی آج جماعت احمدیہ ہی وہ فرقہ ہے جو آج بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قادر و مقتدر یقین کرتا ہے۔اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی وہی قدرتیں رکھتا ہے، وہی قدرتیں دکھاتا ہے جیسا کہ ازل سے دکھاتا چلا آ رہا ہے۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں، آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اب تمام قسم کے انعامات کے حصول کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی مل سکتا ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، مسیح موعود و مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کامل عاشقِ صادق ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں بھیجا ہے۔اور پھر آپ سے تکمیلِ تبلیغ ہدایت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔آپ علیہ السلام اس زندہ خدا کے بارے میں اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا

سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے۔ نہ اُس کے خَلْق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوّتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے۔ اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا، احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔''

(نسیم دعوت روحانی خزائن جلد19صفحہ363)

پس یہ ہمارا زندہ خدا ہے جو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔

(سراج منیر روحانی خزائن جلد12 صفحہ82)

پھر آپ تمام دنیا کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15صفحہ141)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے ایک فتح مند جرنیل کی حیثیت سے اسلام کے مخالفین کا منہ بند کروایا۔ نہ صرف براہین و دلائل سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور نشان دکھا کر بھی وہ باتیں دنیا کے سامنے رکھیں، وہ پیشگوئیاں فرمائیں جو سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی اور نہیں جان سکتا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کس قدر عظیم تائیدی نشانات کے ساتھ پوری ہوئیں۔ آپ کو اسلام کا کس قدر درد تھا اور اسلام کے مخالفین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرانے والوں کو کس طرح آپ مخاطب کر کے سمجھاتے تھے اور پھر خدا کے حضور کس تڑپ سے ان مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اس کا اظہار آپ کی سیرت میں جو صحابہ نے لکھی ہے، اس سے بھی ملتا ہے۔ آپ کی کتب اور متفرق لٹریچر میں بھی اس کا خوب خوب اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے تائیدی نشانوں کے لئے بھی آپ کی بیشمار دعائیں ملتی ہیں۔ اپنی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کرنے کے لئے آپ میں ایک تڑپ تھی، ایک لگن تھی جس کی وجہ سے آپ دعائیں کیا کرتے تھے۔ انہی نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ آپ کو آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہشیار پور جاؤ اور وہاں چلّہ کشی کرو۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ106 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اس چلّہ کشی کے دوران ایک نشان آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا جو ایک موعود بیٹے کا تھا جس کو ہر احمدی پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانتا ہے۔ یہ بہت عظیم پیشگوئی ہے کہ ایک معین عرصے میں بیٹے کا پیدا ہونا اور اُس میں وہ خصوصیات پیدا ہونا جن کا پیشگوئی میں ذکر ہے۔ اُس کا لمبی عمر پانا۔ یہ جو ساری چیزیں ہیں ایک عظیم پیشگوئی پر دلالت کرتی ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے تو یہ پیشگوئی یقیناً ازدیادِ ایمان کا باعث ہے جنہوں نے حرف بہ حرف اس پیشگوئی

کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اور اُس موعود بیٹے کے مختلف نوع کے کارنامے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی میں بیان فرمائے تھے وہ مصلح موعود کی ذات میں پورا ہوتے دیکھے ہیں۔

بہر حال اس وقت مَیں اس پیشگوئی کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔کئی دفعہ ہم سنتے ہیں اور آئندہ جلسے جب ہوں گے، 20رفروری کی مناسبت سے آج کل ہوں گے تو اُس میں بھی آپ سنیں گے۔ مجموعہ اشتہارات میں آپ نے تحریر فرمائے ہیں کہ:

" بِاِلْهَامِ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَ اِعْلَامِهٖ عزّ وجل خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جَلَّشَانُهٗ وَعَزَّاسْمُهٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو' (جس کا مَیں نے ذکر کیا، ہشیار پور اور لدھیانے کا سفر تھا جو آپ نے چلّہ کشی کا کیا) '' تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔'' (یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے) '' اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (............) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند، مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ96-95اشتہار نمبر33"اشتہار20فروری 1886ء "مطبوعہ ربوہ)

مجموعہ اشتہارات میں جلد اول میں یہ سارا لکھا ہوا ہے۔ اس پیشگوئی کے مصداق تو جیسا کہ مَیں نے کہا یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے۔ اس کا آپ نے 1944ء میں خود بھی اعلان فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی خوشی میں یومِ مصلح موعود کے جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا، آئندہ چند دنوں میں یہ جلسے مختلف جماعتوں میں ہوں گے۔ اس لئے کہ جماعت کے ہر فرد کو پتہ چلے کہ یہ ایک عظیم پیشگوئی تھی جو بڑی شان سے پوری ہوئی۔

یہاں ضمناً میں اُن لوگوں کے لئے بھی جو دنیا کے ماحول کے زیرِ اثر، جن کا دینی علم بھی ناکافی ہے، کئی دفعہ میں بیان پہلے بھی کر چکا ہوں لیکن پھر بھی سوال کرتے رہتے ہیں۔ جو سالگرہ منانے کی خواہش رکھتے ہیں وہ سالگرہ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ ہماری بھی سالگرہ منائی جائے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے زیرِ اثر بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مصلح موعود کا دن مناتے ہیں تو باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے اور پھر سالگرہ کیوں نہیں مناتے؟ یعنی باقی خلفاء کی

سالگرہ کی آڑ میں اپنی سالگرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔تو یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یومِ ولادت نہیں منایا جاتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش تو 12/جنوری 1889ء کی ہے۔اور یہ پیشگوئی جو عظیم الشان پیشگوئی تھی آپ کی پیدائش سے تین سال پہلے کی ہے۔اُس پیشگوئی کے پورا ہونے کا دن منایا جاتا ہے جو 20/فروری 1886ء کو کی گئی تھی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے یہ پیشگوئی تھی اور یہ پیشگوئی اس لحاظ سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد پھر مَیں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے بہت سارے پہلو بیان ہوتے ہیں لیکن اس وقت مَیں دو باتیں بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس کو مصلح موعود قرار دیا اور خود مصلح موعود کی اپنی حالت، اسلام کے بارہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور مُسلم اُمّہ کے بارے میں ان کی دلی کیفیت کیا تھی؟ کیونکہ وقت نہیں ہے کہ اس پیشگوئی کے جو باقی الفاظ ہیں اُن میں سے ہر ایک کو لیا جائے۔اس طرح تو یہ تقریباً کوئی باون پوائنٹ بنتے ہیں۔بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دو باتیں بیان کروں گا۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور آپ یہی سمجھتے تھے۔ آپ اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اس کے صفحہ 219 میں فرماتے ہیں کہ:

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں'' (یعنی 10/جولائی 1888ء کا جو اشتہار ہے)'' اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اِس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12/جنوری 1889ء کو مطابق 9/جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ'' (یعنی ہفتہ کے دن)'' محمود پیدا ہوا۔اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر ''تکمیل تبلیغ'' موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اس کے صفحہ 4 میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے

اے فخرِ رُسل قُربِ تو معلومم شد دیر آمدۂ زراہ دُور آمدۂ

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219)

کہ اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقامِ قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔تو دیر سے آیا ہے اور دور کے راستے سے آیا ہے۔

پھر اپنی کتاب ''سراجِ منیر'' جو روحانی خزائن کی جلد 12 میں ہے اُس کے صفحہ 36 پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پانچویں پیشگوئی مَیں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے''۔

(سراجِ منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36)

پھر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی جو روحانی خزائن کی بائیسویں جلد ہے اُس کے صفحہ 373 میں فرماتے ہیں کہ:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا'' (یعنی کہ ان سے پہلے جو بیٹا فوت ہوا تھا)'' تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار باراُن کو کہا گیا کہ 20 فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں

یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگر چہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی'' (اُس کا حوالہ دے رہے ہیں حقیقۃ الوحی میں) ''جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22صفحہ374-373)

پھر تریاق القلوب جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اُس کے صفحہ 214 پر آپ فرماتے ہیں:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمودؔ ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمودؔ۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

پھر ضمیمہ انجامِ آتھم میں روحانی خزائن کی جلد 11 کے صفحہ 299 میں آپ فرماتے ہیں:

''پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے (لڑکے) کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے''۔

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 299)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو موعود بیٹے کا مصداق سمجھتے تھے جس نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ آج بھی بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اس لئے میں نے یہ وضاحت کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی باون سالہ خلافت کا دور اس عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کی تحریرات، آپ کی تقریریں اُس درد سے بھری ہوئی ہیں جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے آپ کے دل میں تھا۔ آپ کا علم و عرفان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو علومِ ظاہری و باطنی سے پُر فرمایا۔

غرض جو باون یا بعض لحاظ سے اٹھاون خصوصیات پیش کی جاتی ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے تو پیشگوئی میں جتنی بھی خصوصیات کا ذکر ہے، وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ اس حوالے سے بھی میں بعض باتیں کروں گا تو آپ کے کچھ حوالے پیش کرتا ہوں جو آپ کی تقریر اور تحریر کے ہیں جن سے آپ کا عظیم عزم بھی جھلکتا ہے جو ہمیں آپ کے اولوالعزم ہونے کا بھی پتہ دیتا ہے۔

ایک تقریر میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے مرسل جب آتے ہیں اُس وقت ہر شخص جو اُن کی جماعت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ دین کا کام میرے سوا اور کسی نے نہیں کرنا۔ جب وہ یہ سمجھ لے تو وہ اس کی انجام دہی کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر دیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مجنوں بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے تو میں نے اس قسم کی آوازیں سنیں کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ایسا کہنے والے یہ تو نہیں کہتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں۔'' (کیونکہ یہ مانتے بھی تھے۔ احمدیوں میں سے ہی یہ آوازیں اُٹھ رہی تھیں) ''مگر یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کا پیغام اچھی طرح نہیں پہنچایا اور پھر آپ کی بعض پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں''۔ فرماتے ہیں کہ ''میری عمر اُس وقت انیس سال کی تھی۔ مَیں نے جب اس قسم کے فقرات سنے تو مَیں آپ کی لاش کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا اور مَیں نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے دعا کی کہ اے خدا! یہ تیرا محبوب تھا جب تک یہ زندہ رہا اس نے تیرے دین کے قیام کے لئے بے انتہا قربانیاں کیں۔ اب جبکہ اُس کو تُو نے اپنے پاس بلا لیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس کی

وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ممکن ہے ایسا کہنے والوں یا ان کے باقی ساتھیوں کے لئے اس قسم کی باتیں ٹھوکر کا موجب ہوں اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے۔ اس لئے اے خدا! مَیں تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی تیرے دین سے پھر جائے تو مَیں اس کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اُس وقت مَیں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ کام میں نے ہی کرنا ہے اور یہی ایک چیز تھی جس نے انیس سال کی عمر میں ہی میرے دل کے اندر ایک ایسی آگ بھر دی کہ مَیں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت میں لگا دی اور باقی تمام مقاصد کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کام کے لئے تشریف لائے تھے وہ اب مَیں نے ہی کرنا ہے۔ وہ عزم جو اُس وقت میرے دل کے اندر پیدا ہوا تھا، آج تک مَیں اُس کو نت نئی چاشنی کے ساتھ اپنے اندر پاتا ہوں اور وہ عہد جو اُس وقت مَیں نے آپ کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا وہ خضرِ راہ بن کر مجھے ساتھ لئے جاتا ہے۔ میرا وہی عہد تھا جس نے آج تک مجھے اس مضبوطی کے ساتھ اپنے ارادہ پر قائم رکھا کہ مخالفت کے سینکڑوں طوفان میرے خلاف اُٹھے مگر وہ اس چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہی سر پھوڑ گئے جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا تھا۔ اور مخالفین کی ہر کوشش، ہر منصوبہ اور ہر شرارت جو انہوں نے میرے خلاف کی وہ خود اُنہیں کے آگے آتی گئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل کے ساتھ مجھے ہر موقع پر کامیابیوں کا منہ دکھایا۔ یہاں تک کہ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے، آپ کے مشن کی کامیابیوں کو دیکھ کر انگشت بدنداں نظر آتے ہیں''۔

(قومی ترقی کے دو اہم اصول۔ انوار العلوم جلد19 صفحہ75-74)

آپ کی ایک مجلس کی یہ تقریر ہے جو مَیں نے بیان کی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا تسلسل چل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جماعت کو بھی توجہ دلائی کہ:

جماعت کے ہر شخص کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس نے اپنے اندر یہ روح پیدا کرنی ہے کہ دین کا کام اُسی نے کرنا ہے۔ ہر کوئی سمجھے کہ اب دین کے کام کی ذمہ داری، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے لے جانے کی ذمہ داری میری ہے۔ اس لئے ایک عہد کریں اور جو یہ عہد کرے گا کہ ہر حالت میں مَیں نے دین کی خدمت کو مقدم رکھنا ہے۔ فرمایا کہ پھر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جس مقصد کو حاصل کرنا تھا، وہ آپ کرنے والے بنیں گے۔ کیونکہ وہ مقصد یہی ہے کہ آپ کے مشن کو آگے لے جانا۔ اور پھر مزید فرمایا کہ اگر ہم میں یہ روح پیدا ہو جائے گی تو کوئی مشکل ہمیں مشکل نظر نہیں آئے گی۔ رستے کی جو ساری مشکلات ہیں ہمیں معمولی نظر آئیں گی۔

(ماخوذ از قومی ترقی کے دو اہم اصول۔ انوار العلوم جلد19 صفحہ75)

پھر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے دل کا درد آپ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے'' (اسلام کے نام (کی مناسبت) سے آپ نے فرمایا۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے)۔'' ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہو گی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اُس کی پرانی شوکت پر پھر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا''۔

کاش کہ پاکستان کے عوام اور جو پاکستان کو اوپر لے جانے والے آجکل کے لیڈر اور علماء بنے پھرتے ہیں وہ اس بات کو سمجھ سکیں۔ فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک کو اُس کا حق دلائے گا۔ (حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا۔) جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا، صرف مکہ اور مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے''، فرماتے ہیں کہ ''یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔ اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اس میں شرم

کی کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں ایک آگ ہے، ایک جلن ہے، ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ مَیں اسلام کو اُس کی ذلّت کے مقام سے اُٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر قرآنِ کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد۔ لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔ میں اس عظیم الشان عمارت کو مکمل کرنا چاہتا ہوں یا اس عمارت کو اتنا اونچا لے جانا چاہتا ہوں جتنا اونچا لے جانے کی اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ اور میرے جسم کا ہر ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خرچ ہوگی اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی میرے اس ارادے میں حائل نہیں ہوگی‘‘۔

(تقریر جلسہ سالانہ 28دسمبر 1947۔انوار العلوم جلد19صفحہ388-387)

پس یہ وہ اولوالعزم موعود بیٹا تھا جس نے اپنے دل کی تڑپ کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی۔ آج ہم جب یوم مصلح موعود مناتے ہیں تو حقیقی یومِ مصلح موعود تب ہی ہوگا جب یہ تڑپ آج ہم میں سے اکثریت اپنے اندر پیدا کرے کہ ہمارے مقاصد بہت عالی ہیں، بہت اونچے ہیں، بہت بلند ہیں جس کے حصول کے لئے عالی ہمتی کا بھی مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اور اپنے اندر اعلیٰ تبدیلیاں بھی پیدا کرنا ہوں گی، پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ سے ایک تعلق بھی جوڑنا ہوگا۔ اسلام کا درد بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا درد پیدا کرتے ہوئے اظہار بھی کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بیشمار خوبیوں کے مالک بیٹے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی تو وہ یہ گہرا مطلب بھی اپنے اندر رکھتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ تیرا سلسلہ صرف تیرے ہی تک محدود نہیں ہوگا۔ جس مشن کو تو لے کر اُٹھا ہے وہ تیری زندگی تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ تیرا ایک بیٹا جو اولوالعزمی میں اپنی مثال آپ ہوگا، جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ میں تیرا ثانی ہوگا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے بے چین دل رکھتا ہوگا، اور پھر اُس بیٹے تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد میں بھی اس مشن کو دنیا کے کونے کونے تک لے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قدرتِ ثانیہ کا تا قیامت تسلسل جاری رہنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے جو اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور قدرتِ ثانیہ کو ایسے سلطانِ نصیر بھی عطا ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے قدرتِ ثانیہ جو خلافت کی صورت میں جاری ہے اس کے مددگار بنیں گے۔

پس آج ہمیں پیشگوئی مصلح موعود جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل کے طور پر دکھائی دیتی ہے وہاں اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس خوبیوں کے مالک بیٹے کی اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی تھی اور جس تڑپ اور عزم کے ساتھ اُس بیٹے نے جماعت کو آگے بڑھنے کے راستے دکھائے، ایک خوبصورت نظام عطا فرمایا۔ جماعت کی تربیت کے نظام کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے لئے ایک ایسا نظام مستحکم کر دیا جس کے نتائج ہر روز نئی شان سے پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ہر احمدی اپنا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرب ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ ایشیا کے دوسرے ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ افریقہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ یورپ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ امریکہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہ نظام قائم ہے اور جزائر میں بھی یہ نظام قائم ہے۔

پس جہاں جہاں بھی احمدی ایک جماعت قائم کر کے اس نظام کا حصہ بنے ہیں وہاں وہ اس بات کی طرف بھی خاص توجہ دیں کہ صرف اپنی ذات کی اصلاح تک ہم نے محدود نہیں رہنا، اپنی اگلی نسلوں کو بھی سنبھالنا ہے، اُن کے دل میں بھی یہ چیز راسخ کرنی ہے کہ تم نے اس نظام کا حصہ بنتے ہوئے اپنے عظیم مقصد کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہراتے ہوئے توحید کا قیام ہے، اُسے کبھی نہیں بھولنا اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کر لو۔ اپنی اگلی نسلوں میں یہ روح پھونکنی ہے کہ اس عظیم مقصد کو کبھی مرنے نہیں دینا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا آج دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور قادیان سے اُٹھنے

والی آواز دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے میں باوجود نامساعد حالات کے بہت بڑا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ تو جب مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر جلسے کرتے ہیں تو اپنے عزم اور اپنے پروگراموں میں ایک ایسی روح پیدا کریں جو آپ کے جذبوں کی نئے سرے سے تجدید کرنے والی ہو اور اُن خواہشات کو بھی سامنے رکھیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ ہر مسلمان ملک کا رہنے والا احمدی یہ کوشش بھی کرے کہ ہم نے اسلامستان قائم کرنا ہے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین تھے وہ بنانا چاہتے تھے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو اپنوں اور غیروں کے حقوق ادا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا ہو تا دنیا کو یہ پتہ چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت تھے اور یہی ایک بہت بڑا کام ہے جو ہم نے دنیا کو بتانا ہے، جو اس دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہر اسلامی ملک کو ہم نے یہ باور کرانا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔ یہ باتیں تھیں جن کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے اور یہ وہ مشن ہے جس کی تکمیل کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور یہ کام ہے جو آج جماعت احمدیہ نے کرنا ہے اور ہم نے ہر مسلمان کو، ہر اسلامی ملک کو یہ باور کرانا ہے کہ یہ ہمارے مقاصد ہیں۔ اگر ہماری مخالفت میں یہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے تو تڑپ تڑپ کر ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ دعا سے تو ہمیں کوئی نہیں روک سکتا کہ یہ اس بات کو سمجھنے والے بن جائیں۔ پاکستان ہو یا سعودی عرب ہو یا مصر ہو یا شام ہو یا ایران ہو یا انڈونیشیا ہو یا ملائیشیا ہو یا سوڈان ہو یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو، ان لوگوں کو یہ بتانا ہوگا کہ علیحدہ علیحدہ رہ کر تمہاری کوئی ساکھ نہیں بن سکتی۔ تمہاری ساکھ اُسی وقت بن سکتی ہے اور تمہاری بقا اسی میں ہے، ان ممالک کا رعب تبھی ہے جب وہ ایک ہو کر اسلام کی عظمت کے بارے میں سوچیں گے۔ جب وہ اپنے ملکوں کے اندر بھی اور اپنے ہمسایوں میں بھی فرقوں سے بالا ہو کر سوچیں گے۔ یہ پیغام ہے جو ہم نے ان ملکوں کو بھی دینا ہے۔ آج ہمیں مصر کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے اور شام کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے، لیبیا کے لئے بھی یہ پیغام اُن کے اربابِ حل وعقد کو پہنچانا چاہئے کہ اگر اپنے قبیلوں اور فرقوں کو ہی فوقیت دیتے رہے اور اس کے لئے ظلم کرتے رہے تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے ملکوں کو کھوکھلا کرنے والے بنتے رہو گے۔ تمہارے اندر نہ ہی ملکی لحاظ سے اور نہ ہی مسلم اُمّہ کے لحاظ سے کبھی طاقت آئے گی بلکہ کمزوری بڑھتی ہی جائے گی اور غیر تمہیں پھر اپنے پنجے میں لے لیں گے۔ پھر اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہ غلامی کی زنجیروں میں بعض ملک جکڑے بھی جا سکتے ہیں۔ پس ان کو یہ پیغام دینا ہے کہ ہوش کرو اور صرف اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی فکر نہ کرو۔ صرف اپنے قبائل اور فرقوں کی ناجائز طرفداری نہ کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔ ملکوں کی انفرادیت قائم رکھنے کی بجائے اسلام کی عظمت کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظمت کو قائم کرنے کے لئے جس شخص کو بھیجا ہے اُس کی باتوں پر بھی غور کرو۔

پس یہ عظیم مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کے لحاظ سے، سمجھا کر بھی اور دعاؤں سے بھی ہم نے یعنی ہر ملک میں رہنے والے احمدی نے اپنا کردار ادا کرتے چلے جانا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا کہ ہم میں سے ہر احمدی کو دنیا کی اصلاح کی یہ کوشش کر کے مصلح بننے کا کردار ادا کرنے والا ہونا چاہئے تا کہ مصلح موعود کے مقاصد کو جو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے کا ایک عظیم منصوبہ ہے اُسے ہم حاصل کر سکیں۔ پس یہ دور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں بہت زیادہ کوشش کر کے ہم احمدیوں کو ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم اُمّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کے لئے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں اور اس کے لئے سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے کہا دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر سوچیں۔ علماء جن کو عوام الناس علوم اور روحانیت میں بڑھا ہوا سمجھتے ہیں وہ بھی عقل سے کام لیں اور اپنے مفادات کے

بجائے قرآنی تعلیم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے مفادات کی خاطر عوام اور حکمرانوں کولڑانے کی بجائے تقویٰ سے کام لیں اور جیسا کہ میں نے کہا، اس کا سب سے خوبصورت حل زمانے کے امام کی آواز کوسن کر اس پرعمل کرنا ہے۔اور اللہ کرے کہ عوام الناس بھی اپنے نورِفراست کو بڑھانے کی کوشش کریں اور زمانے کے حالات دیکھنے کے باوجود آنکھیں بند کر کے عقل اور حکمت سے عاری باتیں کرنے والوں کی، چاہے وہ علماء میں سے ہوں یا لیڈروں میں سے ہوں، اُن کی اندھی تقلید نہ کریں۔اللہ کرے کہ ہم جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواہش کا اظہار فرمایا تھا، ایک خوبصورت اسلامستان دیکھنے والے ہوں اور یہی ایک حل ہے جو دنیا کو فسادوں سے بچا سکتا ہے۔اللہ کرے دنیا کو عقل آ جائے۔

آج پھر ایک حاضر جنازہ ہے جو ابھی نمازوں کے بعد مَیں باہر جا کر پڑھاؤں گا۔احباب یہیں مسجد میں رہیں۔یہ جنازہ عزیزم شیخ مصور احمد ابن مکرم شیخ نصیر احمد صاحب جلنگھم کا ہے جو 14 رفروری 2012ءکو ایک مختصر علالت کے بعد پچیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ان کو مسکولر ڈسٹرافی (Muscular Dystrophy) کی بیماری تھی جس میں عمر کے ساتھ مسلز کمزور ہوتے جاتے ہیں۔انہوں نے باوجود معذوری کے جلنگھم جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی بھی توفیق پائی۔آپ کے سپرد جو بھی کام ہوتا تھا پوری توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ مکمل کرتے تھے۔ویل چیئر پر تھے لیکن اُس کے باوجود بڑی پُھرتی اور تندہی سے اور ہمت سے اور محنت سے کام کیا کرتے تھے۔چندہ جات اور تحریکات میں حصہ لینے والے تھے۔نیک اور دین سے تعلق رکھنے والے تھے۔خلافت سے ایک خاص تعلق تھا۔مخلص انسان تھے اور ذہین اور قابل تھے۔باوجود معذوری کے انہوں نے پڑھائی مکمل کی اور پھر بینک میں نوکری کی اور ترقی کرتے ہوئے اس وقت بینک میں اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔افسران بھی ان کے کام سے بہت خوش تھے۔پسماندگان میں انہوں نے والدین کے علاوہ ایک بھائی یادگار چھوڑا ہے۔وہ بھی مسلز کے لحاظ سے بیمار ہی ہے۔یہ عزیز بچہ جو ہے، شیخ مبارک احمد صاحب جو انگلستان کے مبلغ تھے، اُن کے بھائی کا پوتا اور میرا خیال ہے شاید نواسہ بھی ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔لواحقین کو، والدین کو اور بھائی کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

......☆......

سَو سَو حجاب میں بھی نظر آئے اُس کی شان — تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ — ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نُور ہو — مِل جائے مومنوں کی فراست خُدا کرے

دجّال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو — حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خُدا کرے

پرواز ہو تمہاری نُہ افلاک سے بلند — پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوّت خُدا کرے

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب — بڑھتا رہے وہ نورِنبوّت خُدا کرے

(از کلامِ محمود)

منظوم کلام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ

حریمِ قُدس کے ساکن کو نام سے کیا کام — ہَوا اور حرص کے بندہ کو کام سے کیا کا م
ہو لامَکان تو قصرِ رُخام سے کیا کام — جو ہر جگہ ہو اسے اِک مقام سے کیا کام
رہینِ عشق کو کیفِ مدام سے کیا کام — پلایئے مجھے آنکھوں سے جام سے کیا کام
ہر ایک حال میں ہے لَب پہ میرے نامِ خُدا — خُدا پرست ہوں میں ، رام رام سے کیا کام
سبُوئے دل کو ڈبوتا ہوں جُوئے رحمت میں — مجھے ہے ساغر و مینا و جام سے کیا کام
ہے میرے دل میں محمدؐ تو اسکے دل میں مَیں — مجھے پیامبروں کے پیام سے کیا کام
مجھے پلانی ہو ساقی تو ابرِ رحمت بھیج — بغیر ابر کے صہباء و جام سے کیا کام
مِرا حبیبؐ تو بستا ہے میری آنکھوں میں — مجھے حسینوں کے دَر اور بام سے کیا کام
جو اس کی ذات میں کھو بیٹھے اپنی ہستی کو — اُسے ہو اپنے پرایوں کے نام سے کیا کام
کبھی بھی عشق میں سودے ہوا نہیں کرتے — جو جاں ہی دینے پہ آئے تو دام سے کیا کام
سمندِ عزم پہ جو ہوگیا سوار تو پھر — اُسے رِکاب سے مطلب لگام سے کیا کام
اُسے تو موت کے سایہ میں مل چکی ہے حیات — شہیدِ عشق کو عیشِ دوام سے کیا کام
مجھے خدا نے سکھایا ہے علمِ ربّانی — مجھے ہے فلسفہ، منطق، کلام سے کیا کام
جو ہولی کھیلتے رہتے ہیں خونِ مُسلم سے — انہیں وفا و وِفاق و نظام سے کیا کام
بغل میں بیٹھے ہوئے دستکوں کی کیا حاجت — ہوں پختہ کار تو پھر عشقِ خام سے کیا کام
بچھے ہیں دام تو ان کے لئے جو اُڑتے ہیں — اسیرِ عشق ہُوں مَیں، مُجھ کو کام سے کیا کام

ھماری پیاری امی جان

محترمہ امتہ الحئی صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب آف ملتان

ڈاکٹر امتہ المجیب۔صدر لجنہ لاس اینجلس

خاکسارہ کی والدہ محترمہ امتہ الحئی صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان) 15 جولائی 2011ء کو 81 سال کی عمر میں مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ناظر صاحب اعلیٰ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے 16 جولائی 2011ء کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں پڑھائی۔ نئے بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب (ابن حضرت مصلح موعودؓ) نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت امی جان کی غائبانہ نماز جنازہ لندن میں پڑھائی۔ نیز بہت ہی محبت بھرا تعزیت کا خط ارسال فرمایا۔

والدہ مرحومہ محمد بشیر صاحب چغتائی (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کی بیٹی، بابو روشن دین صاحب بانی مدرسہ احمدیہ سیالکوٹ (صحابی یک از 313) کی پوتی، شیخ نیاز محمد صاحب (صحابی) کی نواسی اور بابو اکبر علی صاحب آف سٹار ہوزری قادیان (صحابی) کی بہو تھیں۔

اسلامی شعار کی پابندی

امی جان بے حد دعا گو، سادہ اور اسلامی شعار کی پابند تھیں۔ نمازِ پنجگانہ کے علاوہ نمازِ تہجد و اشراق کا التزام کرتی تھیں۔ روزہ، متفرق چندہ جات اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں باقاعدگی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ وفات سے چند ہفتہ قبل، جون 2011، میں پاکستان جانے لگیں تو مجھ سے پوچھا کہ جولائی (2011) کا چندہ وصیت ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی زکوٰۃ جو کہ دو ماہ بعد (رمضان میں) ادا کرنی تھی اس کی ادائیگی کے بارے میں یاد دہانی کروائی۔

برقعہ کے روپ میں اسلامی پردہ کا وفات تک خیال رکھا۔ وفات سے ایک دن قبل، ربوہ میں شدید گرمی کے پیشِ نظر، ایک بچے نے برقعہ کے بجائے چادر لینے کو کہا تو جواب دیا "برقعہ تو اب قبر میں ہی اترے گا!" ان کے اعلیٰ نمونہ کی وجہ سے سب بیٹیاں، بہوئیں نیز اگلی نسل کی تمام بچیاں بھی التزام سے پردہ کرتی ہیں۔

25 سال تک لجنہ اماء اللہ ملتان میں مختلف عہدوں پر خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ 4 سال تک صدر لجنہ ملتان کی حیثیت سے خدمت کی۔ ان کی صدارت میں لجنہ ملتان پہلی دفعہ پورے پاکستان میں کارگردگی کی بناء پر اول قرار پائی جس پر حضرت سیّدہ امّ متین صاحبہ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ لجنہ کو فعّال بنانے کے لیے بہت محنت سے کام کیا۔ گھر گھر جا کے ممبرات کی تربیت کی۔ ہمیشہ خیال رکھا کہ دوروں پر چندہ وصول نہ ہو، ممبرات کو تاکید کرتی تھیں کہ چندہ خود آ کر میٹنگ پر ادا کریں۔

آخری عمر میں خدمت دین کا شوق خاکسار کی (لجنہ کے کاموں میں) مدد کر کے پورا کرتی تھیں۔ 2010 میں امریکہ کی نیشنل لجنہ mentoring کانفرنس کی میزبانی کرنے کی سعادت ہماری لجنہ لاس انجلیس کو ملی۔ متفرق انتظامات کے سلسلہ میں خاکسار کو کافی رات گئے تک مسجد میں کام کرنا ہوتا تھا۔ امی جان نے ایک دن بھی مجھے اکیلے نہیں جانے دیا۔ انتظامات کے سلسلہ میں سارا وقت میرے ہمراہ رہتیں، گو کہ اتنی دیر بیٹھے رہنے سے ان کے گھٹنوں میں تکلیف بھی ہوتی تھی، مگر کبھی اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ پاس بیٹھی سب کارکنان کے لئے دعا کرتی رہتیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے بھی ان کی موجودگی سے نہ صرف ڈھارس ہوتی تھی بلکہ یہ تسلی رہتی تھی کہ ہماری کوششوں کو ان کی دعاؤں سے مقبولیت بھی مل رہی ہوگی۔

جب صدر لجنہ تھیں تو ممبرات اپنے ذاتی مسائل کے سلسلہ میں ان کے پاس مشورہ کرنے آتیں۔ ایسے ہی آپ بھی ممبرات کی خوشی و غمی میں ہمیشہ شامل ہوتیں۔ ان کے لئے باقاعدگی سے دعا بھی کرتیں۔ یہ عادت آخر دم تک قائم

رہی۔ایک مرتبہ خاکسار نے پوچھا کہ آپ رات کا بیشتر حصہ تہجد پڑھتی ہیں تو کیا بچوں کے لئے دعائیں کرتی ہیں؟ اس پر جواب دیا کہ ''تمہارے لئے تو مانگتی ہی ہوں مگر مسجد میں خواتین ہمیشہ دعا کے لئے کہتی رہتی ہیں تو اُن کے لئے بھی تو دعا کرنی ہوتی ہے۔'' ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ ایک خاتون نے انہیں کسی امر کے لئے دعا کے لئے کہا تھا۔ کچھ عرصے بعد وہ ملی تو پوچھا کہ کام ہوا یا نہیں۔خاتون نے جواب دیا کہ وہ کام تو کب کا ہو چکا۔اس پہ آپ نے اسے کہا'' مجھے تو بتا دینا تھا' میں تو اُس وقت سے تمہارے کام کے لئے دعا کر رہی ہوں۔'' دعا کے ضمن میں ایک واقعہ ہماری لجنہ کی ممبر نے وفات کے بعد بتایا۔انہوں نے والدہ مرحومہ کو اپنے کسی ذاتی مسئلہ کے سلسلہ میں دعا کی درخواست کی تھی۔ چند ماہ بعد والدہ مرحومہ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس مسئلہ کے لئے پھر دعا کی درخواست کی۔ امی جان نے ان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی ان کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر منع کرتے ہوئے کہا'' مجھے دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں' میں تو تمہارے پہلی مرتبہ کہنے کے بعد سے ہی دعا کر رہی ہوں۔'' خاتون بتانے لگیں کہ اس بات کا ان کی طبیعت پہ بہت اثر ہوا اور اس کا ذکر انہوں نے اپنے میاں سے کیا۔میاں بھی سن کر مرعوب ہوئے اور کہا کہ مجھے بھی خالہ جان کے پاس لے کر جانا تا کہ میں بھی دعا کے لئے کہہ سکوں۔

خلافت احمدیہ سے تعلق

خلافت احمدیہ کی اطاعت اور جذبہ عقیدت' عشق کی حد تک تھا۔حضور انور کے تمام خطابات کو بار بار ایم ٹی اے پہ سنتیں حتّی کہ مضمون اچھی طرح سمجھ آ جاتا۔ پھر بچوں کو بھی سمجھاتیں اور سننے کی ترغیب دیتیں۔اکثر گھر میں حضرت مصلح موعودؓ کے جلسہ سالانہ کے خطابات کے بارے میں بتاتی تھیں' کس طرح حاضرین جلسہ گھنٹوں خاموشی سے ہمہ تن گوش رہتے۔خود (جب بچپن تھا) تو جلسہ پر حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر کے دوران سو بھی جاتیں۔آنکھ کھلتی تو دوبارہ سننا شروع کر دیتی تھیں۔تقاریر رات گئے تک جاری رہتیں' بعض اوقات تیز بارش بھی ہو جاتی تھی مگر سامعین کی محویت میں فرق نہ آتا تھا۔گو کہ شدید ٹھنڈ ہوتی اور سادہ کسیر پہ اکثر حاضرین جلسہ بیٹھے ہوتے تھے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا احترام

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کا بہت احترام تھا' حتّی کہ چھوٹی عمر کی بچیوں سے بھی عزت اور پیار سے ملتی تھیں۔اکثر ہمیں حضرت اماں جان کے واقعات اور نصیحت کی باتیں بتاتیں اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کرتی تھیں۔حضرت اماں جان کا صبح کے وقت قادیان میں دیگر احمدی خواتین کے ساتھ سیر پہ جانا اور واپسی پر احمدی گھروں میں تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بارے میں کئی مرتبہ بتایا۔یہ بھی کہ حضرت اماں جان ان کی نانی اماں کے گھر رکا کرتی تھیں اور شفقت سے پوچھتیں' عالم بی بی ناشتہ میں کیا بنایا ہے؟' پراٹھا' لسی' مکھن' جو بھی ہوتا اس میں سے تھوڑا سا ضرور کھاتیں تا نانی جان کی دلداری ہو۔

مبلغین و واقفین کا احترام

امی جان مبلغین اور واقفین سے بہت عزت و احترام سے پیش آتی تھیں۔ جماعت کے بالکل شروع کے مبلغین کی قربانیوں کے واقعات سناتی تھیں' کس طرح اکثر تو بچوں کو نوعمری میں چھوڑ کر بیرون ملک تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے اور پھر یا تو دوبارہ بچوں کو دیکھنا نصیب نہ ہوا' یا پھر مبلغین کی بیویوں کے واقعات بتاتیں کس طرح انہوں نے انتہائی تنگی کے حالات میں اکیلے بچوں کو پالا۔مبلغین کیلئے دعا بھی کرتیں اور درخواست دعا بھی کرتی تھیں۔

مالی قربانی

امی جان میں مالی قربانی کا جذبہ بہت نمایاں تھا۔وصیت 16 سال کی عمر میں' شادی سے قبل کی تھی۔ جب بھی کسی چندہ کی تحریک ہوتی تو اول شمولیت کا اہتمام کرتیں۔ ہمیشہ کوشش کرتیں کہ ہر مد میں چندہ کی ادائیگی ہو۔ایک مرتبہ ربوہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یورپ کی کسی مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینے کی تحریک کی۔ان دنوں امی جان کے پاس فقط ایک طلائی انگوٹھی تھی۔امی جان نے وہی انگوٹھی اتار کے چندہ میں دیدی۔(بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے بھی زیادہ طلائی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔)اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے سپین میں دیئے گئے خطاب سننے پر اپنے حق مہر کے طلائی کڑے پیش کرنے کا عہد کیا۔بفضل تعالیٰ ذاتی طور پر یہ قربانی پیش کرنے کی یو کے 2003ء کے جلسہ سالانہ پر توفیق پائی۔والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہمیشہ طوعی چندہ جات' خصوصاً تعمیر مساجد میں' اپنے چندے کے ساتھ ساتھ والد صاحب کی طرف سے بھی چندہ ادا

کرتیں، اپنے جتنا یا اپنے سے دوگنا۔ وفات سے چند دن قبل ہمارے لاہور کے فلیٹس اور ملتان کی newly furnished کوٹھی کا مکمل سامان طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں بطور ہدیہ پیش کرنے کی ترغیب دی۔ پھر اسکے بعد خاکسار سے بصد اصرار تمام اشیاء کی لسٹ بنوائی اور ہدایت کی کہ ذاتی طور پر جنرل نوری صاحب (ایڈمنسٹریٹر) کو پیش کروں۔ الحمدللہ امی جان کی وفات سے دو دن قبل خاکسار کو اس ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق ملی۔

شادی اور وفا شعار بیوی

ہمارے والدین کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں پڑھایا تھا۔ امی جان بیان کرتی تھیں کہ ان کے نانا جان، محترم شیخ نیاز محمد صاحبؓ، محترم والد صاحب مرحوم کے ہمراہ نکاح کے لئے گئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نکاح کا فارم دیکھا تو انتہائی شفقت سے اسے ایک طرف رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر خود امی جان کے ولی بن کر نکاح کا اعلان فرمایا۔ (یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ حضورؓ امی جان کو بچپن سے جانتے تھے۔ امی جان حضرت مصلح موعودؓ کی دختر صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ کی قریبی سہیلی تھیں۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ والد صاحب مرحوم کو بھی ذاتی طور پہ انتہائی مخلص اور جاں نثار خادم کی حیثیت سے جانتے تھے)

امی جان کو ہم نے ہمیشہ والد صاحب مرحوم کا احترام کرتے دیکھا۔ ہر کام میں ان کی بھرپور معاونت کی۔ اگر والد صاحب نے کسی بات سے منع کیا تو اس کی نافرمانی کا گھر میں کوئی تصور نہیں تھا۔ بات خواہ معمولی ہو یا اہم، امی جان نے اس کے خلاف نہ خود کیا نہ کسی بچے کو اجازت دی۔ حتّٰی کہ وفات کے بعد بھی نہیں کیا۔

والد صاحب مرحوم مصروف ہوں یا بیمار، ہمیشہ ان کا خاص خیال رکھا۔ وفات سے دو سال قبل والد صاحب مرحوم صاحب فراش رہے۔ امی جان نے بچوں اور ملازم کے پاس ہونے کے باوجود بے حد خدمت کی۔ کوشش کرتیں کہ حتی الامکان والد صاحب کے کام اپنے ہاتھ سے کریں۔ ہمیں بھی ان کی خدمت کرنے کے لئے ہی کہتیں۔ اپنی صحت کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو گئیں۔ ان دو سالوں میں امی جان نے گھر سے باہر اشد مجبوری میں ہی قدم نکالا۔ ان کی ساری توجہ کا محور والد صاحب مرحوم ہی تھے۔

تربیت اولاد

بچوں کی اسلامی شعار کے مطابق تربیت کرنے کے لئے اپنی باقی تمام مصروفیات کو تقریباً ختم کر دیا۔ بچپن میں محترم والد صاحب اور محترمہ والدہ صاحبہ تمام بچوں کی پابندئ نماز اور روزانہ صبح قرآن مجید کی تلاوت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ فجر، مغرب و تہجد کی نمازیں اکثر گھر میں باجماعت ہوتی تھیں۔ تہجد کی نماز میں محترم والد صاحب کی رقت سے بھرپور دعائیں بالخصوص سورہ اٰل عمران کی آیت 194 (ربّنا انّنا سمعنا مناديا ينادى للايمان ان امنو بربكم فامنّا، ربّنا فاغفر لنا ذنو بنا وكفّر عنّا سيّاتنا و توفّنا مع الابرار) اور سورۃ الفرقان کی آیت 75 (ربّنا هب لنا من ازواجنا و ذرّيتنا قرّةاعيّن وّاجعلنا للمتّقين اماما) کی پرسوز آواز آج بھی دعاؤں کی ترغیب دلاتی ہے۔ اسی طرح ان کا تنہائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اکثر یہ شعر پڑھنا بھی بہت اچھی طرح یاد ہے ؎

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ہمارے گھر میں بچوں کو ناصرات، اطفال، لجنہ وغیرہ کے امتحانات باقاعدگی سے دلوائے جاتے، نیز جماعتی خدمات میں ہمیشہ آگے رہنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ بھائی باقاعدگی سے مسجد کے وقار عمل میں شامل ہوتے تھے، اور بہنیں ناصرات و لجنہ کے کاموں میں۔ ایسے ہی ربوہ میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاسوں پر بھی ہمیں بھجوایا جاتا تھا۔ الحمدللہ ان کلاسوں کی تعلیم و تربیت آج ہماری راہنمائی کا موجب ہیں۔ لجنہ کے امتحانات اور جماعتی خدمات کا ذکر آیا تو یہ بھی بتاتی چلوں کہ جو تاکید ہمیں کرتی تھیں اس پر خود بھی اتنے ہی التزام سے عمل کرتی تھیں۔ اور اس نمونہ پر آخر دم تک قائم رہیں۔ وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل اجتماع پہ حفظ قرآن کی بہت محنت سے تیاری کی۔ ایسے ہی لجنہ کے امتحانات بھی بہت محنت سے تیاری کر کے دیتی تھیں۔ امتحان دیتے وقت کبھی کتاب کھول کر جواب نہیں دیکھا (جب کتاب دیکھنے کی اجازت بھی ہوتی)۔ ہماری سیکرٹری تعلیم ہمیشہ ان کے پرچے کی بہت تعریف کرتی تھیں۔

امی جان کو بچوں کی اعلیٰ دینی و دنیوی تعلیم دونوں کا ہی بہت خیال تھا۔ بچپن سے ہی جب بھی ہمارے امتحان ہوتے تو امتحانی date sheet کے مطابق دو نفل ادا کرتیں اور ہمیں بھی دعا کرنے کی تاکید کرتیں۔ بتاتی تھیں کہ جب شادی

ہوئی تو انہوں نے والد صاحب سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بچوں کو اچھے سکولوں میں پڑھائیں گے۔ اس وقت انگلش میڈیم کانونٹ سکولوں کا تعلیمی معیار باقی سکولوں کی نسبت بہتر سمجھا جاتا تھا' اسی طرح ان کی فیس بھی باقی سکولوں کے مقابلہ میں کافی زیادہ تھی۔ مرحوم والد صاحب کو ان سکولوں کے بارے میں دو وجہ سے انقباض تھا۔ ایک تو یہ کہ وہ سکول عیسائی مشنری چلاتے تھے جس کی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ظاہر ہے کوئی انتظام نہ تھا' اور دوسرا ان سکولوں کے بقیہ سکولوں کی نسبت اضافی اخراجات کافی زیادہ تھے۔ امی جان نے جواب میں دو باتوں کا وعدہ کیا اور وہ یہ کہ بچوں کی دینی تعلیم کا خصوصی خیال رکھنے کی وہ ذمہ دار ہوں گی' نیز وہ کبھی بھی کسی قسم کی کوئی فرمائش نہیں کریں گی' جو خرچ محترم والد صاحب بخوشی دیں گے وہ اسی میں گزارہ کریں گی' ایسے ہی بچوں کی تربیت صبر وقناعت کی کریں گی تا وہ کبھی فرمائشیں نہ کریں۔ اس پہ محترم والد صاحب بچوں کو کانونٹ سکولوں میں پڑھانے پہ راضی ہو گئے۔ یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ اس وقت ہم چھ بہن بھائیوں میں سے صرف دو بچوں کی پیدائش ہوئی تھی' اور وہ بھی ابھی سکول جانے کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ اس وقت کا کیا وعدہ امی جان نے آخری عمر تک عسر ویسر ہر حال میں نبھایا۔ محترم والد صاحب سے کسی بھی ذاتی خواہش کے لئے فرمائش کرنا تو در کنار گھر کے لئے زائد خرچ کا مطالبہ بھی نہیں کیا۔ اسی طرح کسی بچے نے بھی کبھی کوئی فرمائش نہیں کی۔ اگر کسی جائز ضرورت کے بارے میں دبی زبان میں امی جان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی' تو ہمیشہ ایک ہی بات کہی ''اللہ میاں سے مانگو' قادر ذات صرف خدا کی ہے۔'' بچے کو تسلی ہو جاتی اور دعا میں لگ جاتا۔ امی جان نے والد صاحب مرحوم سے بچوں کی دینی تعلیم کا خیال رکھنے کا وعدہ بھی بخوبی نبھایا۔ بچوں کی اعلیٰ سکولوں میں تعلیم کا شوق صرف داخلے تک محدود نہ تھا' بلکہ ہمارے بہترین تعلیمی میعار کے لئے مستقل کوشش کی۔ الحمد للہ سب بچوں کا شمار کلاس کے چوٹی کے طلباء میں ہوتا تھا۔ امی جان کی تعلیم صرف میٹرک تھی۔ اس لئے پانچویں' چھٹی کلاس تک تو انہوں نے ہماری پڑھائی کا خصوصی خیال رکھا۔ اس کے بعد والد صاحب مرحوم ہماری تعلیم پہ نظر رکھتے تھے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر مضامین اور یونیورسٹیوں کے انتخاب تک' کوئی ایسی بات نہ تھی جس میں ہمیں ان کی مکمل راہنمائی حاصل نہ ہوتی ہو۔ کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ سے باقاعدہ رابطہ رکھتے تا کہ بچے کی تعلیمی واخلاقی حالت سے پوری طرح باخبر رہیں۔ امی جان اور والد صاحب مرحوم نے اولاد کی تربیت میں ایک بات کا بے حد خیال رکھا' اور وہ تھا سب بچوں کے ساتھ برابری کا سلوک کیا۔ معاملہ چاہے تعلیم کا ہو یا تفریح کا' کسی قسم کا فرق نہیں ہوتا تھا۔

بچوں سے امی جان کا تعلق بہت دوستانہ تھا۔ ہر بچہ بے جھجک ہر موضوع پہ بات کر لیا کرتا تھا۔ نصیحت کرنی ہوتی تو بہت پیار سے کرتیں۔ مجھے ان کا جھڑکنا بالکل یاد نہیں۔ البتہ ہماری کوئی بات اگر بری لگتی تو افسردہ ہو جاتیں۔ بعد میں بتاتیں ''میں نے بہت دعا کی تھی' اللہ میاں ہدایت دے اور تمہاری غلطیوں کو معاف کرے۔'' امی جان کو دعا کے لئے کہنے کے بعد تو یوں لگتا تھا کہ تسلی ہو گئی کہ اب اگر اپنے لئے دعا میں خود غفلت بھی ہوئی تو امی جان تو بہر حال دعا کر ہی رہی ہونگیں۔ اگلی نسل کے بچوں سے بھی ان سے اسی طرح کا تعلق تھا۔ ہر کوئی یہی سمجھتا کہ امی جان کو میرا سب سے زیادہ خیال ہے۔ خدا کرے کہ ان کی اولاد کے حق میں کی گئی دعاؤں کا سایہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔ آمین۔

ہم بچے تو ان کے پیار اور شفقت کو محسوس کرتے ہی تھے' پر وفات کے بعد یہ بات نمایاں طور پہ سامنے آئی کہ دیگر اقربا بھی یہی محسوس کرتے تھے۔ تقریباً ہر ایک نے ہی کہا کہ وہ بے حد پیار کرنے والی ہستی تھیں' نیز یہ اظہار کیا کہ امی جان کا ان سے خاص پیار کا تعلق تھا۔ یہ بات درست بھی ہے۔ امی جان کا دل گویا پیار کا ایک وسیع سمندر تھا جس میں ہر ایک کے جذبات کا خیال اور درد بھرا تھا۔

مرحوم بھائی' انس احمد چوہدری کو 1980ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں شہید کیا گیا تھا۔ جنازے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انس احمد کے غیر احمدی دوستوں کو مسجد مبارک (ربوہ) کے پیچھے شرف ملاقات بخشا۔ اس موقعہ پر مرحوم والد صاحب اور دونوں بھائی' محترم انیس احمد چوہدری صاحب اور محترم مونس احمد چوہدری صاحب بھی موجود تھے۔ سب کی موجودگی میں حضرت صاحبؒ نے فرمایا'' یہ پندرھویں صدی کا پہلا شہید ہے' اس کے بعد اور شہادتیں بھی ہونگیں۔'' مقبرہ بہشتی میں قبر تیار ہونے پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے دعا کروائی۔ جوان بیٹے کی شہادت پہ مرحومہ والدہ صاحبہ اور والد صاحب مرحوم نے اس کمال کا صبر دکھایا کہ اپنے اور غیر سب عش عش کر اٹھے۔ ایک دفعہ کچھ تعزیت کے لئے آنے والے مہمانوں کے سامنے میں جذبات پہ قابو نہ رکھ سکی اور بے ساختہ رونے لگی۔ امی جان نے مجھے کمرے سے باہر بھیج دیا۔ بعد میں بہت ناراض ہوئیں اور کہا'' آنسو خدا تعالیٰ کے حضور بہاتے ہیں جس کے پاس ہر درد کا مداوا ہے' ہمیں اپنے ربّ کی ہمدردی چاہیئے ہے نہ کہ

بندوں کی۔" خاکسار کو آکسفورڈ یونیورسٹی سے پردہ میں پی ایچ ڈی کرنے پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ازراہ شفقت طلائی تمغہ عنایت فرمایا۔تمغہ پر یہ عبارت کندہ ہے: "اسلامی اقدار کی شاندار حفاظت پر خصوصی تمغہ درجہ اول"۔ جلسہ سالانہ (ربوہ) کے موقعہ پر تمغہ پہنانے کے لیے حضرت اقدسؒ نے اہتمام سے والدہ مرحومہ کا انتخاب فرمایا جن کی اعلیٰ تربیت کی وجہ سے مجھے یہ نمونہ قائم کرنے کی توفیق ملی۔الحمدللہ امی جان کے تمام بچے و بچیاں موصی ہیں اور مختلف حیثیت میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔الحمدللہ علیٰ کلّ احسانہٖ۔

ملازمین سے حسن سلوک

گھر کے ملازمین سے بہت رواداری کا سلوک تھا۔اگر ناراضگی بھی ہوتی تو یہ خیال رکھتیں کہ وہ کھانا کھائے بغیر نہ جائیں۔اگر کبھی دیکھتیں کہ ملازمہ تھکی ہوئی لگ رہی ہے تو جلد گھر جانے کو کہتیں۔کئی مرتبہ میں نے دیکھا کہ جانے کے لئے کہہ رہی ہیں اگرچہ کام ابھی نامکمل ہے۔وفات سے چند ہفتہ قبل ہماری بڑی ہمشیرہ محترمہ امتہ القیوم صاحبہ کے پاس اسلام آباد رہیں، تو ان کی ملازمہ کا بھی ایسے ہی خیال رکھا۔جب امی جان کی وفات ہوئی تو ہمیں بہت حیرت ہوئی کہ وہ ملازمہ (جس سے فقط تین ہفتہ کا ساتھ رہا تھا) دیوار کے ساتھ لگ کے بے حد بے قراری سے روتی تھی۔ان ہمشیرہ محترمہ نے بعد میں بتایا کہ اس ملازمہ نے کسی بات پہ کہا "آپ کی امی جان ملازم کو بھی انسان سمجھتی تھیں"۔یہاں امریکہ میں ہمارے گھر کی ملازمہ، جس کا ان کے ساتھ لمبا تعلق رہا، وہ بھی ان کی وفات کا سن کر بہت روئی۔اب بھی کبھی ذکر کرتی ہے تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔

خاتمہ بالخیر

پیاری امی جان مرحومہ کی وفات بہت اچانک ہوئی۔پاکستان اپنے نواسے کی شادی میں شرکت کے لئے گئی تھیں۔اب سوچتی ہوں تو لگتا ہے کہ جیسے رخصت ہونے کی تیاری سے ہی گئی تھیں۔گھر سے ایئر پورٹ روانہ ہونے سے چند گھنٹہ قبل مجھے تاکید کی کہ ان کی وصیت کی فائل رکھنا نہ بھولوں۔اس وقت تو اس یاددہانی نے نہیں چونکایا (کیونکہ وفات کا اکثر ہی ذکر کرتی تھیں، نیز مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن ہونے کی خواہش کا بھی اظہار کرتی رہتی تھیں...) لیکن اب کتنی ہی اس طرح کی اوپر تلے کی کہی باتوں کا خیال آتا ہے، جن سے گمان ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات کے بارے میں خبر دے دی ہو۔ البتہ کسی بچے سے اس بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔

شادی پر سب رشتہ داروں سے ملاقات ہونے پر بہت خوش تھیں۔وفات سے دو دن قبل ہم ربوہ گئے۔مقبرہ بہشتی میں ایک چیز جو مجھے نمایاں طور پہ پہلے سے فرق لگی وہ یہ تھی کہ والد صاحب مرحوم کے مزار پہ اور بعد میں بھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے رنجیدگی کا پہلو ظاہر ہوتا ہو۔البتہ ایک عزیزہ نے بعد میں بتایا کہ مقبرہ بہشتی سے واپسی پر ان کو یہ کہا تھا کہ "ان کے ابا نے میرے لئے تو اپنے پاس کوئی جگہ نہیں چھوڑی ہے، میں اب کہاں دفن ہوں گی۔" (والد صاحب مرحوم کا مزار پرانے مقبرہ بہشتی میں ہے)۔ایک دن بعد ہی امی جان کا انتقال ہو گیا اور ان کی تدفین نئے مقبرہ بہشتی میں ہوئی۔

ان کی وفات پر جماعت کی بہت سی خواتین نے بھی کہا کہ امی جان کی وفات ان کی خواہش اور دعاؤں کے عین مطابق ہوئی ہے۔وہ اکثر کہتی تھیں "دعا کرو جتنی اللہ تعالیٰ نے زندگی لکھی ہے وہ صحت کے ساتھ گزرے، کبھی کسی قسم کی محتاجی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔" بالخصوص خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کا تو بہت ہی ذکر کرتیں۔یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو بہت پیار سے شرف قبولیت بخشا۔خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی محتاجی سے محفوظ رکھا حتّٰی کہ اپنی وفات پر بھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔رات گئے تک سب بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بہت خوشی سے باتیں کرتی رہیں (جو کہ ان کے رات کو جلد سونے کے معمول کے خلاف تھا)۔اور اگلی صبح بہت سکون سے اپنی جان خالق حقیقی کے حضور پیش کر دی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امی جان کی وفات جمعہ کی صبح کو ہوئی اور اگلے دن، ہفتہ کی صبح، تدفین ہوئی۔تدفین کے دو دن بعد ہی، منگل کی صبح تک، ان کے مزار پہ سنگ مرمر کا کتبہ نصب ہو چکا تھا! سبحان اللہ، خدا تعالیٰ نے اپنی اس عاجز بندی سے کس قدر پیار کا سلوک فرمایا۔خدا کرے کہ اگلے جہان میں بھی ہمیشہ آپ اور والد صاحب مرحوم خدا تعالیٰ کے پیار کی جنت میں رہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے ساتھ اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ پیارے والدین کی ساری اولاد کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پہ چلنے کی توفیق دے۔آمین یا رب العالمین۔

ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صَغِیْرًا (بنی اسرائیل، آیت 25)

بلانے والا ہے سب سے پیارا   اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے چند رؤیا وکشوف

جون 40ء

فرمایا: میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور انگریزی حکومت مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ذخائر کا جائزہ لینے دو پھر میں بتا سکوں گا کہ میں تمہارے ملک کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اس پر حکومت نے مجھے اپنے تمام جنگلی محکمے دکھائے اور میں ان کو دیکھتا چلا گیا آخر میں مَیں نے کہا کہ صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے اگر مجھے ہوائی جہاز مل جائیں تو میں انگلستان کی حفاظت کا کام کرسکتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تومعاً میں نے دیکھا کہ امریکہ کی طرف سے ایک تار آیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکی گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سو ہوائی جہاز برطانوی حکومت کو دیئے ہیں اس کے بعد میری آنکھ کُھل گئی۔

(الموعود صفحہ 127.126تقریر جلسہ سالانہ 28دسمبر44ء)

یہ رؤیا جون 1940ء میں میں نے دیکھا تھا۔ جولائی کے مہینہ میں میں ایک دن مسجد مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ آپ کے نام ایک ضروری فون آیا ہے میں گیا تو مجھے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی آواز آئی۔۔۔انہوں نے کہا مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہوگئی۔ ابھی تار آئی ہے جس میں لکھا ہے۔

The British Representative From America Wires that the American Government has Delivered 2800 Aeroplanes To The British Government.

گویا وہی الفاظ جو رؤیا میں مجھے دکھائے گئے تھے ایک مہینہ کے اندر اندر پورے ہوگئے۔

(سیر روحانی جلد 2صفحہ 63-64 (شائع کردہ تالیف و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)نیز دیکھیں الفضل 11اپریل41ء صفحہ8، 25جولائی44ء صفحہ 2، 29ستمبر46ء صفحہ 1)

جون 40ء

فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا پہلے تو میں سمجھا تھا کہ اس کا مطلب کچھ اور ہے مگر اب میں سمجھتا ہوں شاید یہ ان کے اور ان کے قماش کے دوسرے لوگوں کے متعلق ہو۔ میں نے دیکھا کہ ایک چارپائی ہے جس پر میں بیٹھا ہوں سامنے ایک بڑھیا عورت جو بہت ہی کریہہ المنظر ہے کھڑی ہے اس نے دو سانپ چھوڑے ہیں جو مجھے ڈسنا چاہتے ہیں وہ چارپائی کے نیچے ہیں اور سامنے نہیں آتے تا جب میں نیچے اتروں تو پیچھے سے کود کر ڈس لیں۔ میرا احساس یہ ہے کہ ان میں سے ایک چارپائی کے ایک سرے پر ہے اور دوسرا دوسرے سرے پر۔ تا میں جدھر سے جاؤں حملہ کرسکیں۔ میں کھڑا ہوگیا ہوں اور جلدی جلدی کبھی پائنتی کی طرف جاتا ہوں اور کبھی سرہانے کی طرف۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جب میں پائنتی کی طرف جاؤں گا تو سرہانے کی طرف کا سانپ اس طرف دوڑے گا اور جب سرہانے کی طرف آؤں گا تو پائنتی والا اس طرف آئے گا اور اس طرح میں ان کو جھانسہ دے کر نکل جاؤں گا۔ پانچ سات مرتبہ اس طرح کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب دونوں سانپ ایک ہی طرف ہیں اور میں دوسری طرف سے کود پڑا جب میں نیچے اترا تو میں نے دیکھا کہ واقعی وہ دونوں دوسری طرف تھے میں فوراً ان کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوگیا ان میں سے ایک نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے اسے ماردیا پھر دوسرے نے حملہ کیا اور میں نے اسے مارا مگر میں سمجھتا ہوں ابھی وہ زندہ سا ہی ہے اسی جگہ کے پہلو میں ایک علیحدہ جگہ ہے میں ہٹ کر اس کی طرف چلا گیا ہوں۔ وہاں ایک نہایت خوبصورت نوجوان ہے جو میں سمجھتا ہوں فرشتہ ہے اور

گویا میری مدد کیلئے آیا ہے وہ عورت چاہتی ہے کہ اس سانپ کو پکڑ کر مجھ پر پھینکے مگر وہ نوجوان میرے آگے آ گیا اور میری حفاظت کرنے لگا۔ عورت نے نشانہ تاک کر اس پر مارا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مافوق العادت طاقت کا ہے اس نے اسے سر سے پکڑ لیا اور چاقو نکال کر اس کی گردن کاٹ دی اس عورت نے پھر اس کٹی ہوئی گردن کو اٹھایا اور ہماری طرف پھینکنا چاہتی ہے کبھی اس کی طرف نشانہ باندھتی ہے اور کبھی میری طرف مگر اس فرشتہ نے مجھے پیچھے کر دیا اور فوراً آگے ہو گیا اور اسے پھینکنے کا موقعہ نہیں دیا۔ آخر ایک دفعہ اس عورت نے پھینکا مگر فرشتہ آگے سے ایک طرف ہو گیا سامنے کچی دیوار تھی وہ اس دیوار میں لگا اور اس میں سوراخ ہو گیا اور وہ اس سوراخ کے اندر ہی گھس گیا میری پیٹھ اس طرف ہے وہ فرشتہ ایک کمرہ کی طرف جو پہلو میں ہے اشارہ کر کے مجھ سے کہتا ہے کہ تم ادھر ہو جاؤ اس سوراخ میں سے یہ سانپ پھر نکلیں گے (گویا ان کی موت مجازی تھی اور جسمانی موت نہ تھی اور ابھی وہ حقیقتاً زندہ تھے) میں نے دیکھا کہ کبھی وہ اس سوراخ میں سے سر نکالتا ہے اور کبھی زبان ہلاتا ہے کبھی ادھر اور کبھی ادھر رُخ کرتا ہے گویا چاہتا ہے کہ ہم ذرا غافل ہوں تو وہ حملہ کر دے۔ یوں معلوم ہوا کہ ایک کی بجائے دو سانپ ہیں اور گویا دوسرا سانپ جسے میں نے مردہ سمجھا تھا وہ بھی درحقیقت زندہ تھا چنانچہ پہلے تو ایک ہی سوراخ تھا مگر یکدم ایک اور نمودار ہو گیا اور دونوں سانپ ان سوراخوں میں سے کُودے اور زمین پر گرتے ہی آدمی بن گئے جو بڑے قوی الجثہ ہیں اس پر فرشتہ نے کسی عجیب سی زبان میں کوئی بات کی جسے میں نہیں سمجھ سکا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس نے کسی زبان میں جسے میں نہیں جانتا دعائیہ الفاظ کہے ہیں اور وہ الفاظ ''ہاکی یاکی'' کے الفاظ سے مشابہ ہیں مگر چونکہ وہ غیر زبان ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہی الفاظ ہیں یا ان سے ملتے جلتے کوئی اور الفاظ۔ اس کے دعائیہ الفاظ کا اس کی زبان سے جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے اور ان میں ہتھکڑیاں پڑ گئیں مگر اس طرح کہ ایک کلائی دوسری کے اوپر ہے اور دایاں ہاتھ بائیں طرف کر دیا گیا ہے اور بایاں دائیں طرف کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ایک کمان دونوں ہاتھوں پر رکھی گئی ہے اور اس کے ایک سرے سے ایک ہاتھ کی انگلیاں اور دوسرے سرے سے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں باندھ دی گئی ہیں۔ دوسرے آدمی کو کس طرح قید کیا گیا ہے میں اچھی طرح نہیں دیکھ سکا پھر فرشتہ نے مجھے اشارہ کیا کہ باہر آ جاؤ۔

(الفضل 16 جون 40ء صفحہ 4)

ستمبر 40ء

فرمایا: ایک اور خواب میں نے پچھلے سال دیکھا تھا جس کا دوسرا حصہ اب پورا ہوا ہے۔ میں شملہ میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے مکان پر تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک بڑا ہال ہے جس کی سیڑھیاں بھی ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ملک ہے مگر نظر ہال آتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ سیڑھیوں میں سے اٹلی کی فوج لڑتی آ رہی ہے اور انگریزی فوج دبتی چلی آ رہی ہے۔ یہاں تک کہ اطالوی فوج ہال کے کنارے تک پہنچ گئی جہاں سے میں سمجھتا ہوں کہ انگریزی علاقہ شروع ہوتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قادیان نزدیک ہی ہے اور میں بھاگ کر یہاں آیا ہوں مجھے میاں بشیر احمد صاحب ملے ہیں۔ میں ان سے اور بعض دوستوں سے کہتا ہوں کہ اٹلی کی فوج انگریزی فوج کو دباتی چلی آ رہی ہے کہ اگرچہ ہماری صحت اور بینائی وغیرہ ایسی تو نہیں کہ فوج میں باقاعدہ بھرتی ہو سکیں مگر بندوقیں ہمارے پاس ہیں آؤ ہم لے کر چلیں۔ دور کھڑے ہو کر ہی فائر کریں گے چنانچہ ہم جاتے ہیں اور دُور کھڑے ہو کر فائر کرتے ہیں۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ انگریزی فوج اٹلی والوں کو دبانے لگی ہے اور اس نے پھر انہی سیڑھیوں پر واپس چڑھنا شروع کر دیا ہے جن پر سے وہ اتری تھیں اس وقت میں دل سے سمجھتا ہوں کہ دو تین بار اس طرح ہوا ہے چنانچہ یہ خواب لیبیا میں پورا ہو چکا ہے جہاں پہلے تو دشمن مصر کی سرحد تک پہنچ گیا تھا مگر انگریزوں نے پھر اسے پیچھے ہٹا دیا۔ پھر دشمن نے انگریزوں کو پیچھے ہٹا دیا اور اب پھر انگریزوں نے ان کو پیچھے ہٹا دیا ہے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی مثال کہیں تاریخ میں نہیں ملتی کہ چار دفعہ ایسا ہوا ہو کہ پہلے ایک قوم دوسری کو ایک سرے سے دباتی ہوئی دوسرے سرے تک جا پہنچی ہو اور پھر وہ اسے دبا کر اسی سرے تک لے گئی ہو اور ایک مرتبہ پھر وہ اسے دبا کر وہیں پہنچا آئی ہو اور چوتھی دفعہ پھر وہ اسے دبا کر واپس لے گئی ہو۔

(الفضل 17 جنوری 42ء صفحہ 3)

فرمایا: خواب میں میں سمجھتا ہوں کہ ہم بندوقیں چلا رہے ہیں گو ظاہری بندوق چلانا مجھے یاد نہیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے فائر کئے ہیں ہمارے فائروں کے بعد انگریزی فوج کا قدم آگے بڑھنا شروع ہوا۔

پھر فرمایا: یہ جو میں نے دیکھا ہے کہ ہم نے فائر کئے ہیں اس کا مطلب میں دُعا سمجھتا ہوں اور بشیر احمد کا نام بشارت ظاہر کرتا ہے اور اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ ہوسکتا ہے ہماری دعاؤں سے اللہ تعالیٰ انگریزی فوجوں کو آخری دفعہ دشمن کو دھکیلنے کی توفیق دے دے کیونکہ گو ضروری نہیں کہ خواب میں جو آخری نظارہ دکھایا جائے فی الواقع بھی وہ آخری نظارہ ہو مگر کثیر الوقوع یہی امر ہے کہ جو آخری نظارہ نظر آئے وہی واقعہ میں بھی آخری ہوتا ہے۔ بہرحال جتنا واقعہ میں نے رؤیا میں دیکھا بتادیا۔ چودھری صاحب نے اگلے دن اس رؤیا کا ذکر اپنے کئی دوستوں اور ہز ایکسی لنسی وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر لیتھویٹ سے بھی کیا ان پر اس کا ایسا اثر تھا کہ دوسرے یا تیسرے دن جب چودھری صاحب کے ہاں چائے پر آئے تو انہوں نے خود مجھ سے اس کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کہ آپ نے کیا رؤیا دیکھا ہے اور وہاں میں نے اُن سے مکمل رؤیا بیان کیا۔ اس کے دو ماہ بعد انگریزی فوج دشمن کو دھکیلتی ہوئی کئی سو میل تک لے گئی۔ 41ء میں دشمن پھر آگے بڑھا اور انگریزی فوج کو دھکیلتا ہوا مصری سرحد تک لے آیا نومبر 41ء میں پھر انگریزی فوج نے حملہ کیا اور دشمن کی فوجوں کو دھکیلتی ہوئی کئی سو میل تک لے گئی اور اب تازہ خبر یہ ہے کہ دشمن کی فوجیں انگریزی فوجوں کو دھکیل کر مصر کی سرحد پر لے آئی ہیں۔

(الفضل 3 جولائی 42ء صفحہ 1)

اس رؤیا کیلئے دیکھیں الفضل 25 جون 44ء صفحہ 2، 14 مارچ 45ء صفحہ 6-18، فروری 59ء صفحہ 7-8 الموعود صفحہ 142 تا 147۔ سیر روحانی جلد 2 صفحہ 61-62)

اکتوبر 40ء

فرمایا: میں نے اکتوبر 40ء میں رؤیا دیکھا تھا کہ میرے سامنے کچھ کاغذات پیش کئے گئے ہیں جو پیٹاں (Petain) گورنمنٹ کے متعلق ہیں اور ان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ حرکات انگریزی حکومت کے خلاف کررہی ہے اور انگریز پہلی دوستی کے لحاظ سے کچھ نہیں کرسکتے اور میں خواب میں ہی گھبراتا ہوں کہ اب کیا بنے گا تو میرے دل میں ڈالا جاتا ہے کہ یہ صرف ایک سال کی بات ہے سال کے اندر اندر یہ حالت بدل جائے گی۔

بعض دوستوں کو یہ رؤیا سنایا اور یہ بھی کہا کہ اس کی چار تعبیریں ہوسکتی ہیں یا تو مارشل پیٹاں مر جائیں گے یا ان کی حکومت بدل جائے گی یا پیٹاں گورنمنٹ پورے طور پر جرمنی کے ساتھ مل جائے گی اور اس طرح برطانیہ کو جو کچھ امن کا لحاظ ہے وہ جاتا رہے گا اور وہ پوری طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرسکے گا یا پھر وہ انگریزوں کے ساتھ مل جائے گی اور یہ رؤیا حیرت انگیز طور پر پورا ہوا ہے۔ فرانس کی شکست سے ٹھیک ایک سال بعد عراق میں جرمنوں نے بغاوت کرائی اور ایسے نازک حالات پیدا ہوگئے کہ خطرہ تھا ہفتہ عشرہ میں ہی جنگ ہندوستان تک آپہنچے گی اور اس بغاوت کے سلسلہ میں شام کی فرانسیسی حکومت نے جرمنوں کو مدد دی اور اس طرح انگریزوں کیلئے جو پہلے فرانس کے ساتھ اس وجہ سے جنگ نہ کرنا چاہتے تھے کہ دنیا میں انکی بدنامی ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ اپنے سابق حلیف کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اس کا مقابلہ کرنے کا واقعہ خود بخود پیدا ہوگیا اور انہیں فرانس کو نوٹس دینا پڑا اور جب پھر بھی فرانس کے رویہ میں تبدیلی نہ ہوئی تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔ دیکھو کس طرح یہ رؤیا ایک سال کے اندر اندر پورا ہوگیا۔

(الفضل 9 نومبر 41ء صفحہ 4)

نیز دیکھیں الفضل 17 جنوری 42ء صفحہ 2

6/5 جنوری 41ء

فرمایا: 6/5 جنوری کی درمیانی شب خدا تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا تھا افسوس ہے کہ وہ پوری طرح یاد نہیں رہا۔ جو بہت لمبا نظارہ تھا صرف ایک دو باتیں مجھے اس میں سے یاد رہ گئی ہیں لیکن جو کچھ بھی یاد ہے وہ اپنی ذات میں اتنا اہم اور اتنی زبردست پیشگوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہماری شامت اعمال کی وجہ سے اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہ فرمادے تو وہ جماعت کے ایسے زبردست مستقبل پر دلالت کرتی ہے جو بالکل غیر معمولی اور بے مثال ہے۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک ایسی چیز میں ہوں جو جہاز کی طرح نظر آتی ہے میں جہاز کی طرح اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے اس کے کمرے وغیرہ نظر نہیں آتے وہ چیز ایسی ہے جیسے ٹب کی شکل ہوتی ہے یعنی جہاز کی شکل کی چار دیواری اس میں موجود ہے وہ زمین سے اونچی ہے اور جس طرح پانی میں جہاز کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح پانی میں وہ کھڑی ہے اور اس کا رنگ سبز ہے۔ اور اس کی دیواریں جو میں نے دیکھیں وہ بھی گہرے سبز رنگ کی ہیں جس میں کچھ نیلاہٹ کی ملاوٹ معلوم

ہوتی ہے گویا وہ اتنا تیز سبز رنگ ہے کہ اس میں کچھ نیلا ہٹ کا شبہ بھی پیدا ہونے لگا ہے۔ پانی بھی ہے مگر چھوٹا چھوٹا۔ بعض دفعہ خواب میں ایسے غیر معمولی نظارے بھی دکھا دیئے جاتے ہیں اس لئے اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ بہر حال وہ جہاز چھوٹے سے پانی میں کھڑا ہے۔ یا یوں سمجھ لو کہ جب کنارے پر جہاز لگتا ہے تو جس طرح اس کے آگے چھوٹا پانی ہوتا ہے اسی طرح دریا میں مجھے وہ پانی نظر آتا ہے جہاں جہاز کھڑا ہے وہاں تو کچھ زیادہ پانی ہوگا مگر جہاں اس جہاز پہ سے اترتے ہیں وہاں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی ہے چند گز تک تو پانی چلتا چلا جاتا ہے مگر آگے ایک بڑی سی دری بچھی ہے اور وہ دری بھی سبز کچھ نیلاہٹ رکھتی ہوئی ہے جیسے نہایت گہرا سبز رنگ ہوتا ہے اور اس پر ایک نوجوان بیٹھا ہے اس کا لباس بھی سبز ہے جو سوٹ کے مشابہ ہے جیسے انگریزی سوٹ ہوتے ہیں میں یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا مگر بہر حال اس کی شکل یا تو ملک غلام فرید صاحب سے ملتی ہے یا ڈاکٹر میجر غلام احمد صاحب سے ملتی ہے۔ میں شبہ اس لئے کرتا ہوں کہ ملک غلام فرید صاحب کی ڈاڑھی بہت ہی سفید ہو چکی ہے مگر اس نوجوان کی ڈاڑھی سیاہ ہے اور جیسے انسان نے جب پتلون پہنی ہوئی ہو تو زمین پر بیٹھنے میں اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے اور وہ ایک طرف ٹانگیں نکال کر بیٹھتا ہے اسی طرح وہ نوجوان بیٹھا ہوا ہے اس کے سر پر ترکی ٹوپی ہے میں جہاز سے اترا ہوں مجھے وہاں کوئی سیڑھی لگی ہوئی معلوم نہیں ہوتی ایک اونچی سی دیوار ہے اور جیسے جہاز اونچے ہوتے ہیں اسی طرح اس کی دیوار زمین سے پینتیس چالیس فٹ اونچی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس میں سے کس طرح نیچے اترا۔ بہر حال میں اس جہاز پر سے ہلکے پھلکے طور پر اترا ہوں اور پانی میں سے جو ٹخنوں تک ہے چل کر اس دری کی طرف گیا ہوں جہاں وہ نوجوان بیٹھا ہے اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ ملک غلام فرید صاحب ہیں یا ڈاکٹر غلام احمد صاحب ہیں دونوں میں سے کسی ایک کا مجھے شبہ پڑتا ہے وہاں پہنچ کر مجھے اس نوجوان کے چہرے پر بڑی افسردگی نظر آتی ہے جب میں نے اسے افسردہ دیکھا تو مجھ میں ایک جلال سا پیدا ہو گیا ہے اور میں اس نوجوان سے کہتا ہوں کہ تم افسردہ کیوں ہو اس وقت میری طبیعت پر اثر یہ ہے کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے میری کیا مراد تھی کیونکہ رؤیا میں میرا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ ''چلے گئے'' سے یہ مراد ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں یا یہ مراد ہے کہ کچھ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ رؤیا کے وقت قلب میں اس کے متعلق وضاحت نہیں ہوئی ''چلے گئے'' سے مراد اگر یہ ہو کہ کچھ لوگ فوت ہو گئے ہیں تو ممکن ہے اس سے میر محمد اسحاق صاحبؓ اور اُمِ طاہرؓ کی وفات کی طرف سے اشارہ ہو یا شاید بعض اور موتیں خدا تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہوں۔ بہر حال میری طبیعت پر اس وقت اثر یہ ہے کہ کچھ لوگ قادیان سے چلے گئے ہیں میں کہہ نہیں سکتا کہ چلے جانے سے مراد اگلے جہان جانا ہے یا شاید اس سے مرتد ہونا مراد ہے لیکن میں اتنا ضرور سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ قادیان سے چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے اس نوجوان کے دل پر افسردگی چھائی ہوئی ہے وہ ایک ہی آدمی ہے۔

اس کے علاوہ مجھے کوئی اور شخص نظر نہیں آتا۔ جب میں اس کے چہرہ پر افسردگی دیکھتا ہوں تو میں بڑے جلال میں اس نوجوان سے کہتا ہوں تم افسردہ کیوں ہو۔ اس کے بعد میں بڑے جوش سے کہتا ہوں دیکھو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری جماعت کیلئے خصوصاً قادیان کیلئے ایک بڑا بھاری اور عظیم الشان مستقبل مقدر ہے اس لئے افسردگی کی کوئی وجہ نہیں۔ گویا خواب میں جو میں اس نوجوان کو اس وجہ سے افسردہ دیکھتا ہوں کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں تو میں اس کی افسردگی کو دُور کرنے کیلئے کہتا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری جماعت کیلئے خصوصاً قادیان کیلئے ایک بڑا بھاری مستقبل مقدر ہے۔ جب میں نے یہ الفاظ کہے تو وہ نوجوان اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور میں اس کو اپنے ساتھ لے کر ایک طرف چل پڑا۔ میں نے دیکھا کہ دری کے دوسرے کنارے پر ایک بہت بڑا مکان ہے اور اس مکان میں ایک بہت بڑا ہال ہے میں اس ہال میں ٹہلنے لگ گیا اور میں نے ٹہلتے ٹہلتے پھر بڑے زور شور سے اس نوجوان کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے لئے افسردگی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک بڑا بھاری مستقبل ہماری جماعت کیلئے مقدر ہے اس کے بعد میں نے ایک بڑی لمبی تقریر کی جس میں میں کئی کئی قسم کی پیشگوئیاں بیان کرتا ہوں اور اس نوجوان کو بتاتا ہوں کہ ہمارے لیے یوں مقدر ہے افسوس ہے کہ مجھے اس تقریر کا بہت سا حصہ بھول گیا صرف دو باتیں یاد رہ گئی ہیں مگر وہ دو باتیں بھی اتنی شان کی ہیں کہ صرف ان کا یاد رہ جانا بھی اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں خدا تو قادیان کے لوگوں پر یا جماعت کے لوگوں پر کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے مجھے پورا یقین نہیں کہ میں نے رؤیا میں قادیان

کے لوگوں کا نام بھی لیا تھا یا ہماری جماعت کا ذکر کیا تھا بہر حال ان دونوں میں سے ایک کا ذکر کر کے میں کہتا ہوں کہ خدا تو ان لوگوں پر اس رنگ میں نزول برکات کرنے والا ہے کہ ان کے دلوں میں خدا کا نور نازل ہوگا پھر وہ نور بڑھے گا اور بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ نور دلوں کے کناروں تک آئے گا اور پھر کناروں سے بھی بہنا شروع ہو جائے گا رؤیا میں جب میں کہتا ہوں کہ خدا کا نور ان کے دلوں کے کناروں سے بہنا شروع ہو جائے گا تو اس وقت مجھے مومن کے قلب کی شکل دکھائی دیتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک تنور ہے بچپن میں ہم دیکھا کرتے تھے کہ بھٹیار نیں روٹی پکانے کیلئے جب تنور گرم کرتیں تو پتے اور لکڑیاں وغیرہ ڈال کر اور انہیں آگ لگا کر بعد میں تنور کے منہ پر مٹی کا کوئی کونڈا رکھ دیتیں تا کہ تنور کی گرمی زیادہ ہو جائے ایسی ہی شکل مجھے مومن کے قلب کی دکھائی گئی تنور کی طرح اس کی شکل ہے اور اس پر مٹی کا ایک کونڈا ڈھکا ہوا نظر آتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قلب کے سرے ہیں گویا ایک تنور کی صورت میں میں مومن کے دل کے کنارے دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ان کناروں کے اوپر سے خدا تعالیٰ کا نور نکلے گا اور اس کا عرفان اور فیضان اس میں سے نکل کر دنیا میں بہے گا پھر میں اور زیادہ زور دیتا ہوں اور کہتا ہوں خدا کا نور ان کناروں سے بہے گا اور بہہ کر تمام دُنیا میں جائے گا یہاں تک دنیا کا ایک انچ حصہ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جہاں خدا کا یہ نور نہ پہنچے گو میں دل میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تو مبالغہ ہے ایسا ہونا خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ گو اس کا دین غالب آجائے مگر کچھ نہ کچھ لوگ دین کے مخالف ضرور رہتے ہیں پس میں کہتا ہوں میرا یہ کہنا کہ ایک انچ بھی ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں خدا کا یہ نور نہ پہنچے غلطی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ میرے دل میں اسی وقت خیال آتا ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الیٰ یوم القیامة** اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ لوگ ایسے موجود رہتے ہیں جو دین کا انکار کرنے والے ہوں اسی قسم کی بعض اور آیات میرے ذہن میں اجمالی طور پر آئی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ایسا ہونا تو خدا تعالیٰ کی سنت اور اس کے طریق کے خلاف ہے مگر پھر میرا ذہن فوراً اس امر کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہ تو ایک محاورہ ہے جو استعمال کیا جاتا ہے جب انتہائی رنگ میں ہم کسی چیز کا ذکر کرنا چاہتے ہیں تو ایسے ہی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں پس چونکہ یہ فیضان انتہائی طور پر ہوگا اس لئے یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ ایک انچ زمین بھی ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں خدا کا نور اور اس کا فیضان دلوں کے کناروں سے بہہ کر نہ پہنچے اور میں خیال کرتا ہوں کہ گو دنیا کا کچھ حصہ اس نور سے محروم رہ جائے مگر اس کا بہاؤ اتنی شدت کا ہوگا اور اس فیضان کا دائرہ اتنا وسیع ہوگا کہ اگر اس کے اظہار کیلئے کوئی الفاظ بولے جا سکتے ہیں تو وہ یہی ہے کہ دنیا میں ایک انچ زمین بھی ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا چنانچہ خواب میں میں پھر بڑے زور سے ان الفاظ کو دہراتا ہوں اور کہتا ہوں ایک انچ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ ایک سفید پانی کی شکل میں خدا تعالیٰ کا نور اس کونڈے کے کناروں سے نکل کر دنیا میں پھیلنا شروع ہوا اور وہ دنیا کے گوشے گوشے اور اس کے کونے کونے تک پہنچ گیا۔

اس کے بعد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ مجھے مستقبل کی بعض اور خبریں دے رہا ہے اسی دوران میں میں بڑے زور سے بعض الفاظ کہتا ہوں وہ الفاظ بالکل ایسے ہی ہوں جیسے بائبل کے الہاموں کے ہیں اور وہ مجھے پوری طرح یاد رہے ہیں ممکن ہے کسی ایک یا آدھ لفظ کی بجائے اس کا ہم معنی کوئی اور لفظ استعمال ہو گیا ہو میں کہتا ہوں کہ احمدیوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتے ہوئے ایک زمانہ وہ آئے گا کہ انسان یہ نہیں کہے گا کہ اے میرے ربّ! اے میرے ربّ تو نے مجھے کیوں پیاسا چھوڑ دیا بلکہ وہ کہے گا اے میرے ربّ۔ اے میرے ربّ تو نے مجھے سیراب کر دیا یہاں تک کہ تیرے فیضان کا پانی میرے دل کے کناروں سے اچھل کر بہنے لگا اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

(الفضل 6جون 41ء صفحہ 1تا3)

رؤیا میں مجھے قلب مومن کی شکل جو تنور کی طرح دکھائی گئی ہے اس سے بعد میں میرا ذہن اس آیت کی طرف منتقل ہوا جس میں یہ ذکر آتا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو **فار التنور** (ھود ع14) تنور جوش میں آ گیا لوگ اس آیت کے مختلف معنے کرتے ہیں مگر اس رؤیا سے میں سمجھا کہ مجھے قلب انسانی ایک تنور کے رنگ میں دکھائے جانے سے شاید اس طرف بھی اشارہ ہو کہ **فار التنور** میں بھی تنور قلب کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے یعنی ایک طرف خدا تعالیٰ کا امر نازل ہوا اور دوسری طرف نوح کے قلب میں جوش پیدا ہوا اور جب وہ دونوں مل گئے تو خدا تعالیٰ کا عذاب دنیا پر نازل ہو گیا۔

(الفضل 6جون 41ء صفحہ 4)

ہم پیامبر امن کے ہیں، ہم محبت کی اذاں

ارشاد عرشی ملک
arshimalik50@hotmail.com

منفرد ہے احمدیت ، منفرد اس کا جہاں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
روپ کوئی بھی تعصب کا ہمیں بھاتا نہیں احمدی کا بغض و نفرت سے کوئی ناطہ نہیں
بانٹتے ہیں پیار اپنے مردوزن پیروجواں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
نام پر مذہب کے ہم ہر جبر سے بیزار ہیں ہم غُلامِ مصطفےٰؐ ، مہدؑی کے ہم انصار ہیں
انتہاؤں کو کبھی چھوتی نہیں اپنی زباں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
ہم بغاوت کی ہر اک صورت سے کوسوں دور ہیں اپنا نعرہ ہے اطاعت ، خادمِ مسرور ہیں
آئے عرشؔی زندگی کر لے ہمارا امتحاں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
گالیوں کا بھی دیا ہم نے دعاؤں سے جواب ہم نے پڑھا ہی نہیں ہے تنگ نظری کا نصاب
وسعت و گہرائی میں ہم مثلِ بحرِ بے کراں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
تم ہمیں بھڑکا نہ پاؤ گے کسی بھی چال سے صبر کرتے آرہے ہیں ہم سوا سو سال سے
ہے جنم بھومی ہماری قادیاں دارالاماں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
رنگ ونسل و قومیّت ، بے شک ہے جائے احترام طے کئے ہیں ہم نے راہِ عشق میں یہ سب مقام
عہدِ بیعت ایک ہے گو مختلف ہیں بولیاں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
رحمتہ للعالمیں کے عشق میں سرشار ہیں راہ میں مولا کی جاں دینے کو ہم تیار ہیں
ان گنت قربانیوں سے ہے سجی یہ داستاں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں
قتل شیوہ ان کا ہے وارث ہیں جو قابیل کے صبر سے دیتے ہیں جاں بیٹے ہیں ہم ہابیل کے
عجز سے رہتے ہیں ہم متکبروں کے درمیاں
ہم پیامبر امن کے ہیں ، ہم محبت کی اذاں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام پر ایک نظر

لطف الرحمٰن محمود

غیر معمولی علمی و ادبی استعدادوں کا شعروسخن سے قدرتی تعلق

مصلح موعود کی پیش گوئی میں فرزندِ موعود کی پچاس کے لگ بھگ امتیازی صفات اور خصوصیات کا ذکر موجود ہے۔ ایک طرف اس کے ''سخت ذہین اور فہیم'' ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری طرف اُسے ''علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کرنے'' کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اُس کے ''دِل کے حلیم'' ہونے کی بات کی گئی ہے۔ مزید برآں، خدا کے سائے کے اس کے سر پر موجود رہنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ سایہء ربّ ذوالجلال کی موجودگی میں ان تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کی ترقی اور حفاظت کی نوید کا پہلو بھی موجود ہے۔ چونکہ خلیفہء وقت ہونے کی حیثیت سے الٰہی جماعت کی امامت و قیادت حضورؓ کے سپرد ہونے والی تھی، اس خدائی سائے کی چھتری جماعت کے سر پر بھی موجود ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ الٰہی حفاظت مخالفتوں کے طوفانوں اور حوادث و زلازل میں، جماعت کے شاملِ حال رہی ہے۔

مصلح موعودؓ کی علمی شخصیت کا تجزیہ کرتے وقت خود بخود حضورؓ کے غیر معمولی علمی کمالات کے ادراک کا دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تقاریر اور خطبات اور ریمارکس کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے۔ 250 کے لگ بھگ تصانیف و تالیفات ہیں۔ اور یہ تصانیف و تالیفات کسی ایک میدان سے متعلق نہیں بلکہ ان کے تنوع سے قاری حیران ہو جاتا ہے۔ حضورؓ کی تصانیف میں تفسیر قرآن، تاریخ اسلام، حدیث و فقہ، سیاسیات، زراعت و معیشت، تصوف، سیرت، مابعد الطبیعات وغیرہ علوم کی مختلف شاخوں کی جلوہ گری موجود ہے۔ اور پھر یہ بھی نہ بھولیئے کہ ہمارے ممدوح کا دنیاوی علم میٹرک کے امتحان میں صرف دو تین مضامین میں کامیابی تک محدود ہے۔ اعلیٰ یونیورسٹیوں سے ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ مذہبی علم کی تحصیل حضرت مولانا نورالدین صاحب کے زیرِ سایہ ہوئی۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور صحیح بخاری کا مطالعہ۔ دینی اور دنیوی علوم کی اس تحصیل کے باوجود الٰہی بشارت پوری ہو کر رہی کہ ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''۔ اسے ہم بیسوی صدی کا ایک عظیم الشان علمی معجزہ قرار دے سکتے ہیں!!

شعروسخن کی استعداد اور ملکہ یعنی موزونیتِ طبع بھی ایک خاص الٰہی عطیہ ہے ہر معاشرہ میں فنِ شعر کا ملکہ رکھنے والوں کی تعداد شاید دو تین فیصد ہوتی ہوگی۔ بلکہ شاید اس سے بھی کم۔ شعر کا ادراک و استحسان رکھنے والوں کی تعداد شاید پندرہ بیس فیصد ہوگی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو غیر معمولی ذہانت، مُدلّل تحریر، معجزانہ اندازِ خطابت، نہ مدھم ہونے والی یادداشت، ہر قسم کے علم اور دِل کے حلم سے نوازا گیا۔ اِن خصوصیات کے ساتھ ساتھ حضورؓ کو شعروسخن کا ملکہ بھی عطا کیا گیا۔ اور انتہائی مصروف زندگی کے باوجود حضورؓ کو منظوم کلام کی شکل میں لطیف جذبات کے اظہار کی توفیق ملتی رہی۔ بعض شعراء کا کلام محفوظ نہیں رہتا یا وہ خود ہی اس کا اہتمام کرنے سے بے نیاز رہتے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی ہے کہ ''کلامِ محمودؓ'' کی شکل میں حضورؓ کا کلام کتابی شکل میں محفوظ ہے۔ اس مضمون کا مقصد و مدّعا حضورؓ کے منظوم کلام کا تعارف اور استحسانی تجزیہ ہے۔

شریعتِ اسلام اور فنِ شعر

اصل موضوع کی طرف رجوع کرنے سے قبل، یہاں عاجز چند سطور میں شریعتِ اسلام میں فنِ شعر یعنی شاعری اور شعراء کی پوزیشن کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ قرآن مجید نے اس الزام کو ردّ کر دیا ہے کہ یہ آسمانی کتاب کسی شاعر کا کلام ہے۔ کفّار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''شاعر'' قرار دیا۔ قرآن کریم نے یہ

الزام بھی ردّ کیا ہے۔ قرآن مجید کی چھبیسویں سورۃ الشعراء کی آیات 225 تا 227 میں زمرۂ شعراء کی مذمّت کی گئی ہے۔ ان آیات کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

''اور رہے شعراء تو محض بھٹکے ہوئے ہی اُن کی پیروی کرتے ہیں (225)۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ وادی میں سرگرداں رہتے ہیں؟ (226) اور یقیناً وہ کہتے وہ ہیں جو وہ کرتے نہیں (227)۔

اگر چہ ان آیات میں کافر اور بے دین شعراء کے کردار کی عکاسی کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان شعراء کی پیروی کرنے والے کج رَو اور گمراہ لوگ ہوتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر شعراء عوام وخواص کو تقویٰ کی راہوں پر گامزن کرنے کی بجائے فسق و فجور کی وادیوں میں بھٹکا دیتے ہیں۔ ایسے شعراء خیالی گھوڑے دوڑانے کے عادی ہوتے ہیں۔ جہالت، فحاشی اور عیش پرستی کی خیالی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ جو کہتے ہیں اُس پر عمل نہیں کرتے۔ یعنی ان کے قول وفعل میں تضاد ہوتا ہے۔ ایسے لوگ گفتار کے غازی تو ہوسکتے ہیں' کردار کے غازی نہیں بن سکتے۔ لیکن خدا کے رسول اور اُس کے پیروکاروں کا کردار ان سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ جب سورۃ الشعراء کی مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں تو صحابہ شعراء بے چین ہوگئے۔ روتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل کھڑا ہوکر، بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ حضور ؐ ہم تو ہلاک ہوگئے۔ رحمت للعالمین ؐ کی محفلِ فیض کا تصور فرمایئے، اس وقت سورۃ الشعراء کی آخری آیت نازل ہوئی جس میں اہلِ ایمان شعراء کا استثناء قائم کردیا گیا۔ آیت کا متن اور ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَاظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

(آیت نمبر 228)

ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

سوائے ان کے جو (ان میں سے) ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور کثرت سے اللہ کو یاد کیا اور ظلم کا نشانہ بننے کے بعد اس کا بدلہ لیا۔ اور وہ جنہوں نے ظلم کیا عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس لوٹنے کے مقام پر لوٹ جائیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں مندرجہ بالا آیت کا جو تفسیری ترجمہ دیا ہے وہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ اس میں مفہوم مزید واضح ہوجاتا ہے۔

''سوائے (شاعروں میں سے) مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے اور اُن کے جو اللہ کا (اپنے شعروں میں) کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ اور (اگر ہجو کرتے ہیں تو ابتدا نہیں کرتے بلکہ) مظلوم ہونے کے بعد (جائز) بدلہ لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہ ظالم ہیں۔ ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہوگا''

(تفسیر صغیر صفحہ 482 ایڈیشن 1990 اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

صحابہ شعراء، حسّانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ، کعبؓ بن مالک، کعبؓ بن زُہیر وغیرہ کا کلام قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ ابوسفیان، حالتِ کفروشرک میں جب توہینِ رسالت کا مرتکب ہوا، تو حسانؓ بن ثابت نے منظوم کلام کے ذریعے اس کی ہجو کا جواب دیا تھا۔ اس جواب میں حضرت حسانؓ بن ثابت اس حوالے سے، اپنی شاعری کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں ؎

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَا عَیْبَ فِیْہِ
وَبَحْرِیْ لَاتُکَدِّرُہُ الدِّلَاءُ

میری زبان یعنی منظوم کلام تو اک تیغِ تیز ہے اور میری فصاحت کا سمندر اتنا گہرا ہے کہ چند ڈول نکالنے سے وہ مکدّر نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ نے اسلام کی دفاعی جنگوں میں جس طرح مسلمان تیراندازوں کو دعائیں دیں اُسی طرح اپنے منظوم کلام سے دین کی خدمت کرنے والے مومن شاعروں کو اپنی دُعا اور رضا سے نوازا۔

صحیح بخاری اور سیرت کی کتابوں میں جنگِ حُنین (معرکہ ہوازن وثقیف) کے حوالے سے حضور ﷺ کا یہ شعر نظر نواز ہوتا ہے ؎

اَنَــاالــنَّبِیُّ لَاکَــذِبْ
اَنَــاابــنُ عَبْــدِ الْــمُطَّلِبْ

(سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم، جلد اوّل صفحہ 323' علامہ شبلی نعمانی ایڈیشن 1991)

صحابہ شعراء کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ عہدِ حاضر میں حضرت امام الزمان علیہ السلام کا عربی' فارسی اور اردو منظوم کلام ''دُرِّثمین'' کی شکل میں محفوظ ہے اور تائید دین کی خوشبو سے معطر ہے۔ حضورؑ نے اپنی شاعری کے بارے میں فرمایا ہے'' اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے''۔ حضور علیہ السلام کے خاندان میں بعض افراد کو

قدرت نے موزونیت طبع کی استعداد سے نوازا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ صلاحیت حضور علیہ السلام کے بعض پوتوں اور پوتیوں بلکہ پڑپوتیوں کو بھی ودیعت ہوئی ہے۔ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ ممتاز مقام پر فائز ہیں۔ حضور علیہ السلام کے متعدد صحابہ کو فن شعر پر عبور حاصل تھا۔ بعض صحابہ کے منظوم کلام کو حضورؑ نے اپنی تصانیف میں جگہ دے کر غیر معمولی اعزاز سے نوازا ہے۔ قارئین کے ملاحظہ کے لئے چند مثالیں پیش ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری (فارسی قصیدہ، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 629 تا 632)

حضور علیہ السلام کے بعض اور صحابہ کا بھی بلند پایہ شعراء میں شمار ہوتا تھا۔ حضرت بیدلؔ، حضرت میر محمد اسماعیل صاحب، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی، حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہ جہان پوری، حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر۔۔۔

زمرۂ تابعین میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؔ، جناب عبدالمنان ناہیدؔ صاحب، محترم ثاقب زیروی صاحب، جناب روشن دین تنویر صاحب، چودھری محمد علی صاحب مضطرؔ، مولانا نسیم سیفی صاحب، اور کئی نام ہیں۔ ان میں سے بعض اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ بعض ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت و عمر میں خارق عادت برکت ڈالے، آمین۔

کلامِ محمود کی منظومات کا جماعتی تاریخ کے حوالوں سے تعارف

جماعتی تاریخ کے ادوار کے حوالے سے تعیین

اس مقالے کا ایک بڑا مقصد حضورؓ کی منظومات کے مضامین وعناوین کا تعارف اور کلام کے محاسن کی آگہی حاصل کرنا ہے۔ مگر ان مضامین وعناوین کے تعارف کے بھی کئی حوالے ہیں۔ ان پر نظر ڈالنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔ کلامِ محمود کی منظومات کی تعداد 211 ہے ان کے علاوہ 30 قطعات اور چند متفرق اشعار بھی ہیں۔ کلامِ محمود میں مندرج نظموں کی تاریخ اشاعت بھی محفوظ ہوگئی ہے۔ بعض نظموں کے ساتھ حضورؓ نے تشریحی نوٹ بھی دیئے ہیں۔ منظومات کے ساتھ تاریخ اشاعت کے اندراج کا یہ فائدہ ہوا ہے کہ جماعتی تاریخ کے ادوار کے لحاظ سے کلام کی تقسیم و تعیین آسان ہوگئی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے پہلی نظم 1903ء میں کہی۔ اُس وقت حضرت کی عمر تقریباً 14 سال بنتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں کہی جانے والی نظموں کی تعداد 18 بنتی ہے۔ 1903ء والی نظم 1916 میں رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوئی۔ اگر اس نظم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شائع ہونے والی منظومات سے الگ رکھا جائے تب بھی حضورؓ کی مطبوعہ نظموں کی تعداد 17 بنتی ہے۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد خلافت میں کہی جانے والی نظموں کی تعداد 27 ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی رحلت کے بعد حضورؓ کی اپنی خلافت کا آغاز ہوا جس کا مبارک دور 51 سال تک جاری رہا۔ اس عہد کی منظومات کی تعداد قطعات 166 بنتی ہے۔

ان تاریخی ادوار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کا دَور اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ وہ ایک مامور من اللہ کا دورِ خُسروی تھا۔ صاحبزادہ صاحب کی یہ سترہ نظمیں اُن جماعتی اخبارات و جرائد میں شائع ہوئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر سے بھی گزرتے تھے۔ غالب امکان یہی ہے کہ یہ منظومات بھی حضرت اقدسؑ کی مبارک نظر سے گزری ہوں گی۔ اس تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر ان میں بعض منظومات کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

1903ء کی پہلی نظم ''اپنے کرم سے بخش دے میرے خُدا مجھے'' 1916ء میں شائع ہوئی۔ 1905ء میں حضورؓ نے ایک تہنیتی نظم حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے فرزند میاں عبدالحیٔ صاحب کی تقریبِ ختم قرآن کے موقع پر رقم فرمائی۔ حضرت مولانا موصوف نے آمین کے موقع پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشورہ اور اِذن سے 28 اور 29 جون 1905ء کو مساکین اور احبابِ جماعت کی دعوت کی۔ حضورؓ نے تیسری نظم 1906ء میں، اپنے ماموں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب پر کہی۔ حضرت میر صاحبؓ کو جماعت کی لمبے عرصے تک جماعت کی گرانقدر علمی، تنظیمی اور فلاحی خدمات کی توفیق ملی۔ چوتھی نظم کے 19 بند ہیں۔ اس طویل نظم میں سکھا شاہی کا انگریزوں کی پُر امن حکومت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ مذہبی آزادی، عدل وانصاف، تعلیمی، طبی اور مواصلاتی سہولتوں کے علاوہ حضورؓ نے اس عہد کی ایک روحانی خصوصیت کو اُجاگر کیا ہے۔ یعنی قیصرِ روم کے زمانے میں حضرت مسیح ابن مریم کا ظہور ہوا۔ اور

برطانوی قیصرہ وکٹوریہ کے عہد میں مسیحِ ثانی کی بعثت ہوئی اور اُس کے جانشین قیصر ایڈورڈ ہفتم کے عہد حکومت میں تبلیغ حق کا سلسلہ جاری رہا۔ضمناً عرض ہے کہ حضور اقدسؑ نے حضرت رسالت مآب ﷺ کی سنتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ کرنے کے لئے دو کتابیں تحفہء قیصریہ اور ستارہ قیصرہ رقم فرمائیں اور ملکہ کی خدمت میں بھجوائیں۔صاحبزادہ صاحب کے قبولِ اسلام کے لئے دلی تمنا کا اظہار فرمایا ہے۔1906ء ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت و دعوت سے متعلق دو نظمیں حضورؓ کے قلم سے نکلیں۔ 1۔ ''ظہورِ مہدیؑ دوراں'' 25 اشعار پر مشتمل ہے۔ 2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدے کے 47 اشعار ہیں۔ 1907ء کی ایک نظم میں قرآن مجید کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر کیا گیا ہے۔اس میں بھی ماموزِ زمانہ کے ذریعے تجدیدِ دین کے آسمانی منصوبے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ نظم 32 اشعار پر مشتمل ہے۔ 1907ء کی بعض اور منظومات میں حضرت اقدسؑ کی صداقت کے تائیدی دلائل بکثرت موجود ہیں۔درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیے:

دکھلا کے ہم کو تازہ نشانات و معجزات
چہرہ خدائے عزّ و جَل کا دکھا دیا
ڈوئی، قصوری، دہلوی، لیکھو و سومراج
ساروں کو ایک ہی وار میں اس نے گرادیا

حضرت اقدسؑ کی زندگی میں شائع ہونے والی صاحبزادہ صاحب کی آخری نظم نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے چالیس اشعار ہیں۔اس مشہور نعت کا پہلا شعر ہے ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے ؛؛ کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسولؐ ہی کی جھلک ہویدا ہے۔

جان و دِلم فدائے جمالِ محمدؐ است ؛؛ خاکم نثارِ کوچہء آلِ محمدؐ است

ایسا کیوں نہ ہوتا۔شاعر کی رگوں میں کس عاشقِ رسولؐ کا خون گردش کر رہا تھا؟

عربی، فارسی اور اردو کے حوالے سے کلامِ محمود کا تعارف

کلامِ محمود کے تعارف کا ایک حوالہ یہ ہے کہ تقریباً تمام کلام اُردو میں ہے۔البتہ دو مصرعے فارسی زبان میں ہیں۔تین منظومات عربی میں ہیں۔حضورؓ کی ایک طویل نظم ''بادۂ عرفاں پلادے ہاں پلادے آج تُو'' 1940ء میں شائع ہوئی اس نظم کے دو شعروں کے پہلے مصرعے فارسی میں ہیں۔یہ اشعار درج ذیل ہیں ؎

یا محمدؐ دلبرم از عاشقانِ روئے تست
مجھ کو بھی اُس سے ملادے، ہاں ملادے آج تُو
دستِ کوتاہم کُجا اثمارِ فردوسی کُجا
شاخِ طُوبیٰ کو ہلادے، ہاں ہلادے آج تُو

کلامِ محمود کی نظم نمبر 113 (مطبوعہ الفضل 12 جولائی 1944ء) ع
اَبْکِیْ عَلَیْکَ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ حضرت سیّدہ اُمِّ طاہرؓ کی وفات پر مرثیہ کی صورت میں ہے۔حضورؓ نے مرحومہ کی یاد میں چار اردو منظومات میں بھی جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس پہلو پر منظومات کے تجزیاتی مطالعہ (Textual Study) میں گفتگو کی جائے گی۔

نظم نمبر 119 ع
کَمْ نَوَّرَوَجْہَ النَّبِیِّ صَحَابُہٗ 1945ء کی نظم ہے۔حضورؓ نے اس نعتیہ کلام کا عنوان ''فیضانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' تجویز فرمایا ہے۔
نظم نمبر 125 (مطبوعہ الفضل 2 جنوری 1948ء) حمد ہے۔اس کا پہلا مصرعہ ''یَارَازِقَ الثَّقَلَیْنِ اَیْنَ جَنَاکَ'' ہے۔اس دُعائیہ نظم میں شاعر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہے۔عجیب اتفاق ہے کہ ان عربی منظومات میں سے ایک حمد ہے دوسری نعت اور تیسری رفیقہء حیات کی دائمی رخصت کی یاد میں مرثیہ۔ یہ بھی نوٹ فرمالیجئے کہ حضورؓ نے افادۂ عام کیلئے ان تینوں عربی منظومات کا اُردو ترجمہ بھی ساتھ ساتھ دیا ہے۔

الہامی اشعار کے حوالے سے کلامِ محمود کا تعارف

کلامِ محمود کے تعارف کا ایک اور حوالہ اس کے بعض اشعار کا الہامی ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے مطالعہ کے دوران ہمیں حضور علیہ السلام کے الہامی اشعار اور مصرعوں کا علم ہوتا ہے۔شعر کہنے کے دوران الہام الٰہی کی شکل میں دوسرا مصرعہ یا شعر عطا ہونا بھی محبت الٰہی کی ایک تجلی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی ان تجربات و مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے۔''بشیر احمد،

شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'' کے اشعار لکھتے وقت حضور علیہ السلام نے درج ذیل مصرعہ لکھا ع

'ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے'

دوسرا مصرعہ الہام الٰہی نے عطا فرمایا ع

''اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے''

تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے، تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 195 دُرّثمین اُردو (ایڈیشن 2007) کے آخری تین صفحات (197-199) ایسے الہامی اشعار اور مصرعوں کی فہرست دی گئی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے کلام میں بھی ہمیں ایسے الہامی اشعار کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ ایک الہامی قطعہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے ؎

میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرتِ لولاکؐ
ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک
جو آپؐ کی خاطر ہے بنا آپؐ کی شے ہے
میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپؐ کے املاک

ربوہ کے نئے مرکز میں جہاں میٹھا پانی نایاب تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ عطا فرمایا۔ وہی لق ودق صحرا آج ایک سبزہ زار نظر آتا ہے۔ ربوہ کے متعلق الہامی شعر ملاحظہ فرمائیے۔ خدائے قادر وقیوم سے خطاب ہے۔ تاریخی لحاظ سے اپریل 1949ء کا ہے ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے مرے پانی بہا دیا

آمین کے موضوع پر منظومات کے حوالے سے کلامِ محمود کا تعارف

برِصغیر پاک وہند میں بعض شرفاء کے ہاں بچوں کے ناظرہ ختم قرآن کے موقع پر ''آمین'' کی نشست منعقد کی جاتی۔ اس موقع پر دعوت وضیافت کا اہتمام کیا جاتا۔ اور آمین کے طور پر اشعار پڑھے جاتے۔ آمین کی یہ نظمیں کتابوں کی دو کانوں سے مل جاتی تھیں۔ لیکن مقصدیت اور افادیت نیز تلقینِ عمل اور نصیحت کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مبشّر اولاد کی آمین کے لئے خود نظمیں رقم فرمائیں۔ ''محمود کی آمین'' جماعت میں بڑی مشہور اور مقبول نظم ہے۔ آمین۔ شادی۔ رخصتی وغیرہ کی تقاریب کے موقع پر اس نظم کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ اس نظم کا پہلا مصرعہ ''حمد وثنا اُسی کو جو ذات جاودانی'' ہے اس نظم کے 44 بند ہیں اور اشعار کی تعداد 70 ہے۔ پہلے بند کو چھوڑ کر ہر بند کا آخری مصرعہ ''یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی'' پر ختم ہوتا ہے۔ آمین کی دوسری نظم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور صاحبزادی سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین کے موقع پر تحریر فرمائی۔ اس نظم کے 41 بند اور 170 اشعار ہیں۔ ہر بند کا آخری مصرعہ ''فسبحان الذی اخزی الاعادی'' ہے۔

حضرت صاحبزادی سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی تاریخ ولادت 25 جون 1904ء ہے۔ 7 سال کی عمر میں ان کی آمین کی تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافتِ اُولیٰ میں 3 جولائی 1911ء کو منعقد ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس موقع کے لئے ''آمین'' رقم فرمائی جس کے 9 بند اور 91 اشعار ہیں اور حضرت اقدسؑ کے انداز کے تتبع میں ہر بند میں آخری مصرعہ کے الفاظ عربی میں ہیں۔ اس نظم میں ''فسبحان الذی اوفی الامانی'' کے الفاظ دُہرائے گئے ہیں۔ تاریخ احمدیت میں اس تقریب اور نظم کے حوالے سے یہ اہم بات درج کی گئی ہے:

''حضرت میر ناصر نواب صاحب کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پُرانی خواہش کے مطابق نظم کہی''

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 379 ایڈیشن 2007ء)

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کے صاحبزادے میاں عبدالحیٔ صاحب کے ختمِ قرآن پر آمین رقم کرنے کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی آمین کے علاوہ دو اور نظمیں بھی اس موضوع پر رقم فرمائیں۔ ایک نظم اپنے ماموں حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی صاحبزادی مریم صدیقہ صاحبہ کی آمین منعقدہ 1925ء کے موقع پر رقم فرمائی۔ یہی مریم صدیقہ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں اور ''حضرت چھوٹی آپا'' کے لقب سے مشہور ہوئیں اور لمبے عرصے تک عظیم الشان دینی، علمی اور تنظیمی خدمات

کی توفیق سے مشرّف ہوئیں۔ آمین کی دوسری نظم جو 45اشعار پر مشتمل ہے خاندانِ حضرت اقدسؑ کے آٹھ پوتے پوتیوں کے ختمِ قرآن کی آمین پر رقم فرمائی۔ حضورؓ نے اپنے نوٹ میں ان عزیزوں کے نام درج کر کے دُعاؤں سے نوازا ہے:

''عزیزان امتہ السلام بیگم، مرزا ناصر احمد۔ ناصرہ بیگم۔ مرزا مبارک احمد۔ امتہ القیوم بیگم۔ مرزا منور احمد۔ امتہ الرشید بیگم۔ امتہ العزیز بیگم۔ سلمھم اللہ وبارک لھم''

عرض ہے کہ ان آٹھ محترم ہستیوں میں سے سات اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ حضورؓ کی صاحبزادی سیدہ امتہ الرشید بیگم صاحبہ حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت وعمر میں برکت ڈالے اور ان کے وجودِ باجود کو مزید نافع الناس بنائے، آمین۔

کلامِ محمود کی منظومات کا تجزیاتی مطالعہ

اگرچہ حضورؓ کی منظومات کے عناوین اور مضامین کا ایک خاص مذہبی، دینی، تبلیغی اور اخلاقی پس منظر ہے، مگر کلام پر طائرانہ نظر ڈالتے ہی اس کے خوبصورت تنوع کا ادراک ہوجاتا ہے جو ان منظومات کی امتیازی خصوصیت ہے۔ عاجز نے سہولت کے لئے ان عناوین ومضامین کو درج ذیل 10 جہات میں تقسیم کیا ہے:

محبتِ الٰہی اور شہادتِ توحید، عشق رسول ﷺ، محبتِ قرآن، امام الزمان سے عقیدت، احباب جماعت کو تلقینِ عمل اور نوجوانوں کو نصائح، علمائے سُو کا محاسبہ اور مخالفین ومعاندین پر اتمامِ حُجت، اہل وعیال سے محبت واُلفت، ہمدردیٔ اسلام، تبلیغی مضامین ومفاہیم، معاشرتی مسائل، اخلاق، معیشت، سیاسیات وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک پہلو پر ایک مستقل مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ مگر زیرِ نظر مقالے میں صرف چند مثالوں پر ہی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ آنے والے، اپنے وقت میں، اپنے اپنے رنگ میں ان عناوین سے انصاف کرسکیں گے!!

(جاری ہے)

تُو اگر نہ مجھے ملا ہوتا

سید الطاف حسین، ہیوسٹن

تو اگر نہ مجھے ملا ہوتا
دل کا گلشن نہ یوں کھلا ہوتا

تیری الفت نے زندگی بخشی
ورنہ کب کا میں مر گیا ہوتا

خود کو دیکھوں تو بھی تجھے دیکھوں
روبرُو میرے آئینہ ہوتا

جب بھی چاہتا بات کرلیتا
زباں کو جنبش نہ لب ہلا ہوتا

چاند دیکھا تو مجھ کو یاد آیا
دل میں چہرہ جو اک چھپا ہوتا

منزلیں منتظر ہوں رستے میں
تیری جانب اگر چلا ہوتا

اپنے قدموں میں وہ بُلا لیتے
میری چاہت کا یہ صلہ ہوتا

ان سے الطاؔف میں جو مل جاتا
زندگی سے نہ پھر گلہ ہوتا

مکرم سید محمد اشرف شاہ صاحب

پروفیسر عزیز احمد طاہر، قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ، ربوہ

ستمبر 1964ء میں خاکسار اپنی ملازمت کے سلسلہ میں جب ٹوبہ ٹیک سنگھ گیا تو مقامی مسجد میں سب سے پہلے جن دوستوں سے ملاقات ہوئی ان میں ایک دوست مکرم سید محمد اشرف شاہ صاحب تھے۔ آپ نے بڑی گرم جوشی سے مجھے خوش آمدید کہا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں نو وارد ہونے کی بناء پر آپ نے مجھے ہر ممکن مدد کی پیش کش کی۔ آپ مسجد میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتے اور مقامی جماعتی مسائل کو حل کرنے کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کرتے۔ آپ کی خلافت احمدیہ سے عقیدت اور نظام جماعت کی اطاعت مثالی تھی۔ آپ جماعتی چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے اور اس کے علاوہ مقامی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے جب بھی رقم کی ضرورت پڑتی تو فراخدلی سے حصہ لیتے تھے۔

عموماً چھوٹے شہروں اور قصبات میں کرایہ پر مکان کے حصول میں مشکلات پیش آتی ہیں کیونکہ ایسے شہروں میں لوگ عموماً کرایہ پر دینے کیلئے مکان کم تعمیر کرتے ہیں۔ پھر یہ مکان نہ تو بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تعمیر کئے جاتے ہیں اور نہ تعمیر کا معیار بہتر ہوتا ہے۔ ایسے مکانات کو کرایہ پر لینا کرایہ دار کی مجبوری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مالک مکان کی ناجائز شرائط کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ میں نے جب اپنی اس مشکل کا ذکر شاہ صاحب سے کیا تو آپ نے مشورہ دیا کہ میں ایک چھوٹا سا پلاٹ خرید کر اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ایک مکان تعمیر کرلوں۔ اسطرح میں اپنی حسب منشاء اپنے وسائل کو مدنظر رکھ کر نہ صرف ذاتی مکان تعمیر کرلوں گا بلکہ مالک مکان کی ناجائز شرائط اور کرایہ مکان کی ادائیگی سے بھی بچ جاؤں گا۔

شاہ صاحب پیشہ کے اعتبار سے عرائض نویس تھے۔ اس لئے مناسب قیمت پر پلاٹ کی خریداری کے سلسلہ میں آپ نے ہر ممکن مدد کا وعدہ فرمایا۔ آپ کا مشورہ مجھے اور میری اہلیہ کو بے حد پسند آیا، اور ہم نے موسم گرما کی تعطیلات میں مکان تعمیر کرنے کا فیصلہ کرلیا اور شاہ صاحب کو پانچ مرلہ پلاٹ کی خریداری کیلئے کہہ دیا۔

ہمیں ایک ضروری کام کی انجام دہی کے سلسلہ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے باہر جانا پڑا۔ ہماری عدم موجودگی میں ہماری پسند کے مطابق مناسب قیمت پر پلاٹ کی خرید کا بندوبست کر دیا۔

موسم گرما کی تعطیلات میں ہم نے پلاٹ پر چار کمروں، برآمدہ، باورچی خانہ اور باتھ روم پر مشتمل خوبصورت مکان تعمیر کرلیا۔ مکان کی تعمیر کے سلسلہ میں والد صاحب (عبداللطیف صاحب اوورسیئر ربوہ) نے رہنمائی فرمائی اور مفید ہدایات سے نوازا۔ چونکہ ہر قسم کے کاریگر والد صاحب نے ربوہ سے ہی بھجوا دئے تھے اسلئے مکان نہایت قلیل مدت میں تیار ہوگیا۔ اگر شاہ صاحب ذاتی مکان کی تعمیر کا مشورہ نہ دیتے اور ہماری رہنمائی اور مدد نہ فرماتے تو ہم شاید کرایہ کے مکانوں میں زندگی گزار دیتے۔

شاہ صاحب کی اپنی رہائش گاہ ایک ہی گلی میں ہمارے مکان سے کچھ فاصلے پر تھی۔ دونوں خاندانوں کا ایک دوسرے کے گھر جانا روزمرہ کا معمول تھا۔ دونوں خاندانوں کے مابین بہترین تعلقات تھے۔ شاہ صاحب اور ان کے اہل خانہ ہمارے بچوں سے بے حد پیار کرتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ جب میں کسی کام کے سلسلہ میں شاہ صاحب سے ملنے احاطہ کچہری میں جاتا تو محسوس کرتا کہ دوسرے غیر از جماعت عرائض نویس شاہ صاحب کیساتھ عزت اور احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔

خاکسار جماعت ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سیکرٹری مال تھا۔ شاہ صاحب چندہ جات کی ادائیگی میں اس حد تک باقاعدہ تھے کہ اپنی ہر روز کی آمد کا دسواں حصہ علیحدہ کر کے ہر روز جیب میں ڈال لیتے۔ یہ رقم واپسی پر مجھے ادا کر کے گھر جاتے۔ آپ کا کہنا تھا کہ چندہ کی رقم کی فوری ادائیگی ضروری ہے ورنہ یہ رقم گھر کے اخراجات میں خرچ ہوسکتی ہے اس طرح بعد میں ادائیگی میں مشکل ہوجاتی ہے۔

آپ نے مختلف جماعتی عہدوں کے علاوہ بطور سیکرٹری مال بھی کام کیا۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پانچ سال تک صدر بھی رہے اور اپنی

ذمہ داریاں احسن طریق سے سرانجام دیں۔شاہ صاحب کو حکمت کا بھی شوق تھا۔ آپ کے پاس یونانی حکمت کی قیمتی کتابیں موجود تھیں۔ یونانی ادویات تیار کرتے اور نہ صرف ان کو خود استعمال کرتے بلکہ ضرورت مندوں کو بھی بلا معاوضہ دیتے۔

آپ بڑے ہی وضع دار، بےلوث اور بااصول انسان تھے۔محبت کی عظمت پر یقین رکھتے تھے۔ بیخوف اور نڈر احمدی تھے۔ دعوت الی اللہ کرنا فرض سمجھتے ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر جماعتی رسائل آپ کے زیر مطالعہ رہتے تھے۔

شاہ صاحب ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں ایک ماہ تک اسیر راہ مولیٰ رہے۔آپ کی خدمت گزار اور نہایت نیک سلیقہ مند اہلیہ گیارہ جنوری 2001ء میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔آپ نے سات بیٹیاں یادگار چھوڑیں، ایک انگلستان میں، ایک امریکہ، ایک آسٹریلیا اور دو جرمنی میں رہائش پذیر ہیں۔سب بیٹیوں کی شادی انتہائی نیک اور مخلص خاندانوں میں ہوئی ہے۔دو بچیاں پاکستان میں بیاہی گئی ہیں۔

دسمبر 2005ء میں آپ اسہال اور نمونیا کے باعث بیمار ہوئے اور 18 دسمبر کو اس جہان فانی سے دار البقاء کی طرف روانہ ہوگئے۔آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔آمین۔

نظامِ عالَم کی کامیابی کے تین اصل

اس جگہ نظامِ عالَم کے کامل ہونے کے تین اصل بیان فرمائے ہیں۔

(1)۔کوئی فرد اپنے مفوضہ کام سے زیادہ نہیں کر رہا۔
(2)۔ہر فرد اپنے مفوضہ کام کو پوری طرح ادا کر رہا ہے
(3)۔کوئی فرد دوسرے فرد کو اس کے فرض کی ادائیگی سے روک نہیں رہا، یا اس کے ادا کرنے کی قابلیت سے اسے محروم نہیں کر رہا۔

غور کر کے دیکھ لو نظامِ عالَم کی کامیابی کا انحصار انہی تین باتوں پر ہے اور انسانی نظام کی خرابی یا بے ثباتی کا سبب بھی ان تینوں یا ان میں سے کسی کا فُقدان ہوتا ہے اور انہیں سے محفوظ رہنے کے لئے قرآن کریم نے نظامِ عالَم کو دیکھنے اور اس سے سبق لینے کے لئے اس جگہ اشارہ فرمایا ہے۔ یہ آیات سورۃ الرحمٰن کے شروع میں ہیں جہاں کہ قرآن کریم کی آمد کی غرض بیان کی گئی ہے۔ظاہر ہے کہ خالی ترازو کے تول اور بٹوں کے درست رکھنے کا مضمون نہ تو قرآن کریم کے نزول کے اغراض سے خاص تعلق رکھتا ہے اور نہ نظامِ عالَم سے۔پس ظاہر ہے کہ اس جگہ گیہوں اور چاولوں کے ماپ اور تول کا ذکر نہیں بلکہ انسانی اعمال کے ماپ اور تول کر ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان کو اپنی سوسائٹی کے بنیادی اصول نظامِ عالَم کے مطابق رکھنے چاہئیں اور جو قیود اور حد بندیاں اس پر الٰہی قانون نے لگائی ہیں ان کو توڑنا نہیں چاہئے اور نہ تو یہ کرنا چاہئے کہ کام کا اس قدر جوش ہو کہ دوسروں کے مفوضہ کاموں میں دخل دینے لگ جائے اور نہ یہ غفلت کرے کہ اپنے فرض کو بھی ادا نہ کرے اور نہ یہ ظلم کرے کہ دوسروں کو بھی ان کے کام سے روکے خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ۔

اب دیکھ لو کہ نظامِ انسانی کی تباہی ان تین امور سے ہی وابستہ ہے جب کوئی قوم ہلاک یا تباہ ہوتی ہے تو اس کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ بعض ذہین اور طبّاع لوگ اپنے جوشِ عمل سے گمراہ ہو کر دوسروں کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لینی شروع کر دیتے ہیں یا تو غیر قوموں کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ دنیا پر احسان کر رہے ہیں یا خود اپنے ملکی یا قومی نظام میں اس قدر کام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا ان سے ناممکن ہوتا ہے اور اس طرح ملکی یا ملّی کام تباہ ہو جاتے ہیں اور قوم یا ملک بجائے ترقی کرنے کے تنزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ (سیر روحانی صفحہ 85-86)

میری پیاری اماں جان

رشیدہ خالق

آج میں جس ہستی کا ذکر کر رہی ہوں وہ ہیں میری اماں جان۔ کئی سال گزر گئے ہیں اُن کی وفات کو لیکن دُکھ آج بھی اُسی طرح ہے جب بھی کچھ لکھنے کا سوچا قلم اُٹھایا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور پھر آنسو کے ساتھ ہی اُن کی یاد میں گُم ہو گئی اور یہ عرصہ اسی وجہ سے گزار دیا۔ میں کچھ نہ لکھ سکی۔ آج اپنے آپ پر کنٹرول کر کے چند الفاظ لکھ رہی ہوں ماں کیلئے تو بچے ساری عمر بھی لگا دیں اُن کے متعلق لکھنے لگیں تو پھر بھی کچھ نہیں لکھ سکتے۔ اُن کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ میری اماں جان نے 90 سال عمر پائی اور بہت ہی فعال زندگی گزاری۔ ہر ایک سے ذاتی طور پر محبت سے حال احوال پوچھنا ہر ایک کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہر قسم کے حالات سے واقف رہنا اُن کا خاصہ تھا۔ وقتاً فوقتاً غریب رشتہ داروں کی مدد کرنا حتّٰی کہ اپنے زیور دوسرے غریب رشتہ داروں کو پہننے کیلئے دینا اور مالی امداد دینا مجھے یاد ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی۔ بہت سی قرآنی آیتیں انہیں زبانی یاد تھیں اور احادیث اور کلمے، ستره آیات اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا اس کے علاوہ پنجابی میں بہت سی دُعائیں یاد تھیں جو انہیں اپنی والدہ سے ورثہ میں ملی تھیں اکثر دہراتی تھیں۔ میری اماں جان بہت نیک فطرت تھیں قناعت پسند اور سلیقہ شعار تھیں اماں جان کے پاس اُن کی جمع پونجی ہمیشہ رہتی تھی جو بوقتِ ضرورت کام آتی تھی۔ رمضان کو نہایت اہتمام سے گزارتیں اور خوب تیاری کرتی تھیں۔ عید کو نہایت خوشی سے مناتی تھیں۔ صبح صبح عید والے دن تہجد کے بعد عید کی تیاری میں لگ جاتی تھیں۔ سب نے عید پڑھنے جانا اور وقت پر پہنچنا ہوتا تھا۔ عید کیلئے تمام فیملی کے کپڑے اور جوتے لینے کا اہتمام گھر کے اخراجات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہت پہلے سے کرتیں۔ اس وجہ سے گھر کے اخراجات اور بجٹ پر بوجھ نہیں پڑتا تھا۔ غریبوں کا بہت خیال رکھتی تھیں کبھی کوئی فقیر خالی ہاتھ نہیں گیا۔ زکوٰۃ بہت پابندی سے رمضان میں دیتیں اور صدقات اور خیرات بہت کرتی تھیں۔ پانچ وقت نماز کی پابند، وقت پر نماز ادا کرنے والی، بہت ہی صفائی پسند تھیں۔ گھر کی صفائی اور ذاتی صفائی پر خصوصی توجہ دیتی تھیں۔ نہا دھو کر خوشبو لگاتیں اور خوشبو سے تو عشق تھا۔ اماں جان اور ابا جان دونوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اماں جان کی زندگی میں بہت سی مشکلیں آئیں جن کا نہایت حوصلے سے اور صبر سے مقابلہ کیا۔ اُن کے بڑے بیٹے کی وفات اور اُن کے بھتیجے جو ان کی منجھلی بیٹی کے شوہر بھی تھے' اُن کی وفات بہت بڑے صدمے تھے۔ ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ ایک بھائی صرف سوا سال کی عمر میں نمونیہ ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گیا تھا' اماں جان اُس کو بہت یاد کرتی رہتی تھیں۔ میری اماں جان کا نام امتہ اللہ بیگم تھا اور میرے والد صاحب کا نام چودھری محمد عبداللہ تھا جو کہ سیکشن آفیسر تھے۔ ہماری زندگی کا زیادہ عرصہ لاہور میں گزرا۔ میرے بڑے بھائی چودھری عبدالحمید ڈپٹی ڈائریکٹر لاہور تھے۔ دوسرے بھائی چودھری عبدالمجید' ایڈووکیٹ تھے۔ تیسرے بھائی چودھری عبدالحفیظ مینیجر نیشنل بینک لاہور تھے۔ میری بڑی بہن رضیہ جبار صاحبہ ہیں، دوسری بہن سعیدہ ظفر اور خاکسار رشیدہ خالق۔ ہم سب بہن بھائیوں کو بفضلہٖ سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی ہے، الحمدللہ۔ اماں جان کی صبر اور شکر کی بہت عادت تھی تکبر اور حسد نہیں کرتی تھیں۔ دُعا پر بہت یقین رکھتی تھیں۔ ان کے جب بچے بیمار ہوتے تو پہلے گھر کے ٹوٹکے کرتیں اور دُعا کرتیں اور دم کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ شاملِ حال رہی زندگی اچھی گزری۔ سب بچوں کی شادی کی خوشیاں دیکھیں۔ ابا جان کا جب انتقال ہوا اُن کی عمر 74 سال تھی۔ اُن کے بعد اماں جان نے 18 سال بیوگی میں گزارے۔ بہت خوش قسمت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا۔ بس ایک پریشانی جو ہمیشہ ساتھ رہی اُن کی چھوٹی بیٹی خاکسار، جب پیدا ہوئی تو اُس کے بعد انہیں ڈیپریشن کی شکایت ہوئی جو آخر دم تک رہی۔ بہت ملنسار تھیں۔ جہاں جاتیں تعلقات بنا لیتیں۔ اجلاسوں اور جلسے پر شوق سے باقاعدہ جاتی تھیں۔ بہت اچھا کھانا بنانا جانتی تھیں، اُن کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔ بچوں پر سختی کرنے، مارنے ڈانٹنے کو برا سمجھتی تھیں اور نہ ہی ہم بہن بھائیوں نے اس کا موقعہ دیا۔ مجھے ایک پنجابی کی کہانی سنایا کرتی تھیں جس کا لُبِ لباب یہ تھا کہ جو کچھ ملتا ہے خُدا سے ملتا ہے اُس کے آگے اپنی جھولی پھیلاؤ اور خوب جی بھر کر مانگو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے والدین موصی بھی تھے۔ اور

اُن کی آخری آرامگاہ بہشتی مقبرہ میں ہے۔ اماں جان اپنے گھر کا سارا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ ہر وقت مصروف رہتی تھیں۔ کپڑے بھی سی لیتی تھیں، اب کس کس کام کا ذکر کروں۔ مہمان نواز تھیں۔ اکثر ہمارے گھر مہمان آتے تھے۔ وہ چاہے ایک مہینہ رہیں یا دو مہینہ رہیں، چاہے کتنی بڑی فیملی مہمان کیوں نہ ہوتی، ہمیشہ خندہ پیشانی سے اُن کی خدمت کرتی تھیں۔ میں اُن کی سب سے چھوٹی بیٹی ہوں اور باقی بہن بھائیوں سے کافی عرصہ کے بعد پیدا ہوئی اور اس لئے والدین کا زیادہ پیار میرے حصہ میں آیا۔ اُن کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقعہ ملا اور اس کا انعام یہ ملا کہ دونوں نے مجھے دینی تعلیم دی۔ وہ دونوں اکثر الفضل پڑھتے اور مجھے بھی سناتے۔ میری شادی ہوئی تو میں ربوہ آ گئی اور وہ دونوں اکیلے رہ گئے۔ میرے میاں ڈگری کالج میں پروفیسر تھے اور اعلیٰ تعلیم کیلئے امریکہ گئے۔ میرے بچے اس وقت چھوٹے تھے اور میں ربوہ میں ہی کچھ عرصہ کیلئے ان کی اچھی تعلیم و تربیت کیلئے رُک گئی۔ جب میں امریکہ کیلئے تیار ہوئی تو یہ وقت اماں جان کے لئے بہت مشکل تھا۔ لیکن پھر کہنے لگیں بیٹی تم اپنے گھر میں خوش ہو تو میں بھی خوش اماں جان ہمارے دعاؤں کا خزانہ تھیں۔ ماں کی محبت نہ بتانے کی چیز نہ سمجھانے کی چیز ہے۔ سب سے پیارمیرا خدا ہے جس کے ذکر سے ماں نے مجھے جوڑے رکھا۔ میرے پیارے خدا کی رضا یہی تھی، اُسی پر جان و دل فدا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اماں جان کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور میرے ابا جان اور تمام عزیز و اقارب کو بھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

روحانی مقبرہ میں رشتہ داروں کو اکٹھا رکھنے کا انتظام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف سیرِ روحانی میں تحریر فرماتے ہیں:

مَیں نے سوچا کہ دُنیوی مقابر والوں نے تو یہ انتظام کیا ہوتا ہے کہ ان کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ مقبروں میں دفن ہیں۔ کیا اس مقبرہ میں بھی کوئی ایسا انتظام ہے تو میں نے دیکھا کہ دُنیوی مقبروں میں بیشک بعض قریبیوں کو دفن کیا گیا ہے جیسے شاہجہان کے ساتھ اس کی بیوی دفن ہے مگر سب کے لئے گنجائش نہیں تھی جیسے یہ نہیں ہوا کہ شاہجان کے بیٹے بھی اُس کے ساتھ دفن کئے جاتے اور نہ باہمی بُغض و عداوت کی وجہ سے وہ اکٹھے دفن کئے جا سکتے ہیں۔ جیسے شاہجہان کو نور جہاں سے بُغض تھا اس وجہ سے اس نے جہانگیر کے پاس اسے دفن نہ کیا بلکہ الگ دفن کیا اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بڑے نے ادنیٰ مقبرہ بنایا ہے اور بعد کے کسی چھوٹے درجہ والے نے بڑا مقبرہ بنایا ہے اس وجہ سے بھی بڑا اس کے ساتھ دفن نہ کیا جا سکا جیسے شاہجہان کے مقبرہ میں بابرؔ، ہمایوںؔ، اکبرؔ اور جہانگیر کو لا کر دفن نہیں کیا گیا۔ یہ نہیں ہوا کہ انکی ہڈیاں کھود کر انہیں شاہجہان کے مقبرہ میں دفن کیا جاتا۔ پھر بعض حوادث نے ان کو الگ الگ رکھا جیسے اورنگ زیب حیدر آباد میں فوت ہوا اور اورنگ آباد میں اس کا مقبرہ بنا۔ حیدر آباد چونکہ گرم علاقہ ہے اور وہاں سے لاش لانے میں دقّت تھی اس لئے وہ شاہجہان کے ساتھ اسے دفن نہ کر سکے بلکہ اگر چاہتے تب بھی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی تھی اور بعض دفعہ فاصلے کا سوال ایسا اہم ہوتا ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور باوجود خواہش کے ایک جگہ سب قریبی دفن نہیں ہو سکتے غرض کئی وجوہ ایسے ہو سکتے ہیں جن کی بناء پر سب کو اکٹھا دفن نہیں کیا جا سکتا۔ بعض دفعہ بُغض و عناد، بعض دفعہ جگہ کی تنگی، بعض دفعہ فاصلہ کی زیادتی اور بعض دفعہ اچانک حادثات اس قسم کے ارادوں میں حائل ہو جاتے ہیں۔ پس مَیں نے سوچا کہ کیا اس مقبرہ میں بھی کوئی ایسا انتظام ہے کہ سب رشتہ دار اکٹھے رہیں جب مَیں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ بیشک ایسا ہے جس میں سب رشتہ داروں کے جمع کرنے کا انتظام ہے۔ بشرطیکہ ان کی طبائع ملتی ہوں تاکہ جھگڑا فساد نہ ہو چنانچہ مَیں نے دیکھا کہ اس مقبرہ کے متعلق حکم تھا جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ فرمایا وہ جو اگلے جہان کا مقبرہ ہے اس میں ہر شخص اپنے اپنے درجہ کے مطابق خدا تعالیٰ کا انعام پائے گا، مگر رشتہ داروں کے لحاظ سے ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ جس کے ایسے رشتہ دار ہونگے جن کے ساتھ وہ محبت سے رہ سکتا ہو اور جن کے عقائد اور خیالات سے وہ متفق ہو ایسے سب رشتہ داروں کو اکٹھا کر دیا جائے گا خواہ باپ ہوں، بیٹے ہوں، بیویاں ہوں۔ فرشتے اُن پر چاروں طرف سے داخل ہوں گے اور کہیں گے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

(سیر روحانی صفحہ- 30-31)

قسط اوّل

امریکہ کے مغربی ساحل پر جماعت احمدیہ کی مساعی اور سرگرمیاں

سید شمشاد احمد ناصر لاس اینجلس امریکہ

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت اور آمد کی غرض وغایت میں سے اوّل توحید الٰہی کا قیام، دین متین اور آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کے ساتھ قرآن کریم کی حکومت کو دلوں پر رائج کرنا اور اشاعت دین اور دعوت الی اللہ بھی ہے، خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اسی مشن کو خلافت احمدیہ کے بابرکت سایہ کے تلے اور خلافت کی راہنمائی میں یہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

USA جسے امریکہ کہا جاتا ہے ایک بہت بڑا ملک ہے، اسکی پچاس (50) سٹیٹس ہیں اور اس ملک میں اسلام کا نام دین متین کا پیغام پہنچانا ہمارا اوّلین کام ہے۔ جماعت احمدیہ کا پیغام خود حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی یہاں پہنچ گیا تھا اور یہ بھی آپ کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے کیونکہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا تھا کہ

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اللہ تعالیٰ نے جماعت کیلئے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ یہ پیغام اس وقت سے لیکر اب تک پھیلایا بھی جارہا ہے اور پہنچایا بھی جارہا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی صفت قادر اور کن فیکون کے تحت ہورہا ہے۔ الحمدللہ

خاکسار اپنے ریجن کی جماعتوں میں اس کام کی قدرے ایک جھلک پیش کرتا ہے۔

حضور انور کے خطبات کا خلاصہ پاکستانی اخبارات میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کا خلاصہ جب ہر منگل کو الفضل کے صفحہ اوّل پر شائع ہوتا ہے تو ہم اسے دوبارہ کمپوز کر کے امریکہ سے نکلنے والے مختلف اردو اخبارات کو پہنچاتے ہیں۔ جن میں سے دو اخبار پاکستان ایکسپریس اور نیویارک عوام میں حضور کی تصویر کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ لوگ انہیں پڑھتے ہیں۔ ہمیں فون کر کے مزید معلومات حاصل کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے بارے میں اپنے شکوک وشبہات کا ازالہ کرتے ہیں۔ اور اسطرح نہ صرف اس خطبہ سے متعلق بلکہ اور بھی ان کے مسائل کو حل کرنے اور انہیں اسلامی طریق وآداب بھی سکھانے اور بتانے کا موقع مل جاتا ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

حضور انور کے خطبات کا خلاصہ عربی اخبارات میں

اس طرح یہاں لاس اینجلس کے علاقہ سے کچھ عربی اخبارات بھی نکلتے اور شائع ہوتے ہیں۔ حضور انور کے خطبات کا خلاصہ ہمیں عربی ڈیسک لندن سے باقاعدہ بروقت مل جاتا ہے اسے پھر نصف صفحہ کے لئے مکرم امیر ادلبی صاحب کر دیتے ہیں یہ بھی یہاں سے نکلنے والے اخبارات کو دیا جاتا ہے لیکن دو اخبارات الانتشار العربی، اور الاخبار، حضور کے خطبہ کا خلاصہ عربی زبان میں حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ اور چونکہ اس پر ہمارے مشن کا ایڈریس اور فون نمبر بھی ہوتا ہے۔ جس سے بذریعہ فون ہمیں لوگ مزید سوالات کرتے ہیں اور اس طرح انہیں احمدیت کو متعارف کرانے کا موقع مل جاتا ہے۔

ریڈیو پروگرامز

یہاں پر ہر شہر میں ریڈیو سٹیشن بھی ہیں۔ چنانچہ ایک ریڈیو سٹیشن سے ہم ہر ہفتہ نصف گھنٹہ کا پروگرام کرتے ہیں جس کا ٹائٹل یہ ہوتا ہے۔

Understanding Islam with Imam Shamshad

خاکسار کے ساتھ مکرم عمران جٹالہ صاحب بھی اس پروگرام میں شامل ہوتے ہیں۔ ریڈیو سٹیشن پہ 3 اور آدمی ہمیں اس پروگرام کے لئے join کرتے ہیں۔

سب سے پہلے خاکسار حضور انور کے خطبہ جمعہ کے پوائنٹس بیان کرتا ہے اور خطبہ جمعہ میں دی گئی ہدایات خواہ وہ جماعت احمدیہ کے ممبران کے لئے ہوں، یا سیاسی لیڈرز کے لئے، یا ملکوں کے سربراہوں کے لئے۔ ہر خطبہ میں مختلف ہدایات ہوتی ہیں جو سب کے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں اس لئے سب سے پہلے انہیں ہی بیان کیا جاتا ہے پھر حالات حاضرہ پر تبصرہ، اور جماعت امریکہ میں یا مقامی طور پر جو فنکشنز ہوتے ہیں انکی تفاصیل بیان کی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ قرآن کریم، احادیث اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود سے بھی اقتباسات وقت کی رعایت سے پیش کر کے اسلام کی صحیح تصویر پیش کیجاتی ہے۔

اس دوران لوگ سوالات بھی کرتے ہیں کیونکہ یہ لائیو پروگرام ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ دنیا کے کسی ملک میں بھی سنا اور دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ پروگرام ہر منگل کو ہوتا ہے اور لوکل لاس اینجلس کے وقت کے مطابق 9:35 صبح شروع ہوتا ہے جو کہ ویسٹ کوسٹ کا لوکل ٹائم ہے، (ایسٹ کوسٹ سے 3 گھنٹے پیچھے ہے)۔

انٹرنیٹ پر دیکھنے اور سننے کیلئے یہ connection ہے۔

WWW.KCCAARADIO.COM

WWW.AHMADIYYATIMES.COM

پر بھی آپ دیکھ سکتے ہیں۔ درج ذیل نمبر پر آپ کہیں سے بھی کال کر سکتے ہیں۔ 909-888-5222 الحمدللہ کہ ریڈیو کا یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

مضامین کے ذریعہ دین متین کی صحیح تصویر اور دعوت الی اللہ

درج ذیل مضامین اور خبریں امسال مختلف اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔

جنوری 2012

1۔ نئے سال کی مناسبت سے ایک مضمون بعنوان ''السلام علیکم اور شکریہ''،

نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔ اسی طرح ایک مضمون بعنوان ''ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے''، ''اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو'' اس مضمون میں نفاذ شریعت اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات شامل تھیں۔ ایک مضمون بعنوان ''کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو'' اس مضمون میں مختلف کالم نگاروں کے تبصرے تھے اور موجودہ زمانہ کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچا گیا۔

پاکستان ٹائمز کینیڈا کی اشاعت میں دو مضامین ''دل خون ہے غم کے مارے'' اور ''جس نے میری سنت زندہ کی'' شائع ہوئے۔ جس پر اخبار کی بہت مخالفت ہوئی۔

2۔ ویسٹ سائیڈ سٹوری اخبار میں 4 مرتبہ ہمارا اشتہار شرائط بیعت کیساتھ مع فوٹو حضرت اقدس مسیح موعود شائع ہوا اسکے علاوہ بیت الحمید مسجد کے بارے میں دیگر معلومات بھی شامل تھیں۔

3۔ ڈیلی بلیٹن میں جو کہ یہاں کا دوسرے نمبر کا انگیزی کا اخبار ہے 25 دسمبر 2011ء کی اشاعت میں ہمارے جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ کی خبر پہلے صفحہ پر شائع ہوئی جس سے عیسائیوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی انہوں نے ایڈیٹر کو فون کئے کہ تم نے یہ کیا غضب کیا جو مسلمانوں کی خبر اخبار کے پہلے صفحہ پر شائع کر دی اور تم کرسمس کو بالکل بھول گئے؟ ساتھ ہی انہوں نے ایڈیٹر کو خطوط بھی لکھے۔

ایڈیٹر کو جب فون آئے اور خطوط آئے تو انہوں نے خاکسار کو بھی فون کیا کہ تم اس بارے میں کچھ بتاؤ، خاکسار نے اس ضمن میں اپنا انٹرویو دیا چنانچہ اخبار نے اپنے opinion صفحہ پر ایک عیسائی کا خط شائع کیا۔ پھر اس کا جواب ایڈیٹر نے اپنی طرف سے بھی شائع کیا اور اس میں میرا انٹرویو بھی شامل کیا۔ خاکسار نے بتایا کہ اخبار کسی ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتا یہ تو سب کا اخبار ہے۔ اور ہر سال جب کرسمس کی خبر شائع ہوتی ہے تو ہم نے تو کبھی نہیں کہا کہ آپ ہمیشہ کیوں کرسمس کی خبر دیتے ہو؟ صحافت تو ایک مقدس پیشہ ہے اسے آزادانہ ہی اپنا کام کرنا چاہئے۔ کسی ایک مذہب کے زیر اثر نہیں ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر ہمارے ایک احمدی دوست سفید فام مکرم عبدالغفار صاحب نے بھی مضمون لکھا اور مکرم انور محمود خان صاحب نے بھی اس کا جواب دیا۔ بہر حال اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ڈیڑھ ہفتہ میں ہماری متعدد خبریں اور مضامین شائع ہو گئے۔ الحمدللہ علی ذلک۔ ان اخبارات کے علاوہ جنوری کے مہینہ میں انڈیا پوسٹ، انڈیا ویسٹ، چینو چیمپین، دی سن اخبارات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خبریں شائع ہوئیں کل اس ماہ 27 مضامین اور خبریں شائع ہوئیں۔ الحمدللہ

فروری2012ء

اس ماہ میں ویسٹ سائیڈ سٹوری ایفروامرکن اخبار میں شرائط بیعت4۔5۔6۔7حضرت مسیح موعود کی تصویر کے ساتھ4مرتبہ شائع ہوئیں۔

اردو کے اخبارات میں'' ہم لاکھ جرم کرکے بھی انسان ہی رہے''ایک مضمون'' انسان اور شیطان''ایک مضمون'' محمد ہی نام اور محمد ہی کام''،'' آنحضرت ﷺ کی ایک اہم وصیت اور نصیحت''، '' موجودہ بحران کا اسلامی حل'' شائع ہوئے۔

اسکے علاوہ دیگر اخبارات یعنی انڈیا ویسٹ،الانتشار العربی،الاخبار،چینو چیمپیئن میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کی خبریں شائع ہوئیں،اس ماہ کل22مضامین،خبریں اوراشتہار مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں۔

مارچ2012ء

ویسٹ سائیڈ سٹوری اخبار میں4اشتہار شرائط بیعت پر شائع ہوئے۔

عربی اخبارات میں حضور انور کے خطبات کا خلاصہ شائع ہوا جس میں ایک تو احسان اور تقویٰ کے بارے میں تھا دوسرا موجودہ بحران کا حل،انسان خدا تعالیٰ کی عبادت کرے شائع ہوئے۔الانتشار العربی میں تبلیغ کی اہمیت کے بارے میں حضور کے خطبہ کا خلاصہ شائع ہوا۔

اردو اخبارات میں مضامین بعنوان'' تاج دار مدینہ''،''مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت،آنحضرت ﷺ کی ایک اہم نصیحت و وصیت،ایک مضمون'' خودداری یا عزت نفس''،'' ہماری مائیں،بہنیں،بیٹیاں جنت کی ضامن ہیں'' شائع ہوئے۔

اسکے علاوہ ڈیلی بلیٹن کی ایک اشاعت میں مفتی کعبہ کے بارے میں انگریزی میں مضمون شائع ہوا۔انڈیا ویسٹ میں مصلح موعود ڈے کی خبر شائع ہوئی۔ ڈیلی بلیٹن نے بھی مصلح موعود ڈے کی خبر شائع کی۔ڈیلی بلیٹن ہی میں ایک مضمون انگریزی میں بھی بعنوان'' ہمیں خدا سے اور اسکی مخلوق سے محبت کرنی چاہئے'' شائع ہوئے۔

ڈیلی پریس وکٹر ول میں بھی مفتی حرم نے جو چرچ کے بارہ میں فتویٰ دیا تھا اس پر خاکسار کا مضمون انگریزی میں شائع ہوا۔

الاخبار کے انگریزی کے سیکشن میں مصلح موعود ڈے کی خبر شائع ہوئی۔

ایفروامریکن اخبار ویسٹ سائیڈ سٹوری میں جلسہ سیرت النبی ﷺ اور مصلح موعود ڈے کی خبریں شائع ہوئیں۔اسی طرح اس اخبار کی ایک اور اشاعت میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان'' امن'' شائع ہوا۔اس ماہ کل30مضامین، خبریں اور اشتہارات شائع ہوئے۔

اپریل2012

نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس اخبارات میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر کے ساتھ روحانی خزائن سے عبارت4مرتبہ شائع کرائی۔

ویسٹ سائیڈ سٹوری میں شرائط بیعت شائع ہوتی رہیں۔اسی اخبار نے ہمارے ایک جلسہ کی خبر بھی شائع کی۔

الاخبار کے انگریزی سیکشن میں مسیح موعود ڈے کی خبر مع تصاویر شائع کی۔

پاکستان ایکسپریس نے بھی مسیح موعود ڈے کی خبر اردو میں مع تصاویر شائع کی۔

الاخبار کے انگریزی سیکشن میں بھی مفتی حرم کے بارے میں فتویٰ پر خاکسار کا جواب شائع ہوا۔

ڈیلی بلیٹن اور دی سن کی7اشاعتوں میں ہمارے مضامین،خبریں '' اسلام کے معانی''،مسجد بیت الحمید کا تعارف و اعلان،خدام کے اجتماع کی خبر شائع ہوئیں۔

پاکستان ایکسپریس اور نیویارک عوام میں دو مضمون'' چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو معمولی نہ سمجھو'' کی4اقساط شائع ہوئیں۔

یو کے ٹائمز لندن میں بھی دو مضمون شائع ہوئے۔چینو چیمپیئن میں خدام کے اجتماع کی خبر شائع ہوئی،اس ماہ کل25اشتھارات،خبریں،خطوط اور مضامین شائع ہوئے۔

مئی2012ء

عربی و اردو اخبارات میں تو حضور انور کے خطبات کا خلاصہ مستقل طور پر خدا تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو رہے ہیں۔ایک انگریزی اخبار میں حضور انور کی لندن میں'' امن کانفرنس'' کے بارہ میں بیان کردہ تعلیمات کا خلاصہ حضور کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

پاکستان ایکسپریس اور نیویارک عوام میں شہید عبدالقدوس کے بارے میں بعنوان'' یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں'' شائع ہوا۔اسی طرح اس مضمون کا

انگریزی ترجمہ مکرم مونس چوہدری صاحب نے کیا جو ڈیلی بلیٹن اور دی سن میں شائع ہوا۔اسی طرح پاکستان ایکسپریس میں ایک مضمون ''اے لوگو! ظلم مت کرو'' شائع ہوا۔

تلقین عمل کی دو اقساط جن میں قرآن وحدیث اور ملفوظات حوالہ جات پیش کئے گئے تھے اور درثمین سے نظم بھی شامل تھی ،شائع ہوئے۔

الانتشارالعربی میں تیوسان میں خدام کے اجتماع کی خبر اور الاخبار کے انگریزی حصہ میں نیشنل ڈے آف prayer کی خبر ہماری طرف سے شائع ہوئی۔ اسی طرح انڈیا ویسٹ میں بھی خدام کے اجتماع کی خبر شائع ہوئی۔

تلقین عمل کی دو مزید اقساط نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوئیں۔

یو کے ٹائمز لندن میں بھی دو مضمون شائع ہوئے ،کل 24 مضامین، اشتہارات،اور خبریں شائع ہوئیں۔

جون، جولائی 2012

عربی اخبار الانشار العربی میں'' حضرت مسیح موعود کا نبی کریم ﷺ سے محبت'' پر مبنی مضمون مع آپکی تصویر شائع ہوا نیز اسی اخبار میں حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ جس میں'' مساجد کی اہمیت و نماز کی برکات'' پر شائع ہوئے۔

اسی طرح اسی اخبار میں'' ابتلاؤں کی فلاسفی'' پر حضور انور کے خطبہ کا خلاصہ عربی میں شائع ہوئے۔

انڈیا ویسٹ میں حضور انور کے کیپیٹل ہل میں خطاب کی خبر مع حضور کی تصویر شائع ہوئی۔

'' جلسہ سالانہ'' کے عنوان پر خاکسار کا ایک مضمون نیویارک عوام کی ۲۲ تا ۲۸ جون کی اشاعت میں شائع ہوا۔جس میں حضرت اقدس مسیح موعود نے جلسہ سالانہ کے جو اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں ، ربوہ میں آخری جلسہ کی حاضری، نیز اس وقت جو موجودہ صورتحال ہے اس پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

الاخبار کے انگریزی سیکشن میں انصار کے ریجنل اجتماع کی خبر مع تصاویر شائع ہوئی۔

ڈیلی بلیٹن انگریزی اخبار کے مذہبی سیکشن میں خاکسار کا ایک مضمون '' اچھے کاموں سے اچھے بنو'' شائع ہوا۔

تلقین عمل کا مضمون بعنوان'' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک'' نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔

الانتشارالعربی کے انگریزی کے سیکشن میں بھی'' اچھے کاموں کو کرنا چاہیئے'' کے عنوان سے شامل اشاعت ہوا۔

'' امانت و دیانتداری'' کے عنوان سے مضمون پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔

ڈیلی بلیٹن میں انصاراللہ کے ریجنل اجتماع کی خبر شائع کی۔

تلقین عمل حصہ پنجم یعنی پانچویں قسط نیویارک عوام میں،اسی طرح اسکی چھٹی قسط بھی اگلے پرچہ میں شائع ہوئی۔

انڈیا ویسٹ میں ریجنل اجتماع اطفال وخدام کی تصاویر شائع ہوئیں۔

'' اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے'' کے عنوان سے نیویارک عوام نے خاکسار کا ایک پرانا مضمون شائع کیا۔

پاکستان ایکسپریس نے ایک مضمون'' اپنے اعمال کو ایمان کے مطابق درست کریں'' شائع ہوا۔

انڈیا ویسٹ میں ریجنل اجتماع ،انصاراللہ کی خبر شائع کی ،ایشیاءٹوڈے میں انگریزی میں خاکسار کا مضمون Make life a journey to God شائع ہوا ۔'' عبادت الٰہی اور والدین سے حسن سلوک'' پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔

'' ذرا سوچئے تو سہی'' حضرت مصلح موعود نے ایک سبق آموز واقعہ لکھا ہے جسے مضمون کی صورت میں خاکسار نے لکھ کر شائع کروایا یہ پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔

کل 22 مضامین اور خبریں شائع ہوئیں۔

اگست 2012

عربی اخبار، الاخبار میں حضور انور کے کیپیٹل ہل خطاب اور امریکہ کے دورہ کے بارہ میں انگریزی سیکشن میں حضور کی تصویر کے ساتھ مضمون اور خبر شائع ہوئی۔

انڈیا ویسٹ میں بھی اسی طرح ایشیاءٹوڈے اخبار جو ایریزونا فینکس سے نکلتا ہے اس میں بھی یہ مضمون اور خبر حضور کی تصاویر کیساتھ شائع ہوئی۔

'' قرآن کریم کے محاسن و فضائل و برکات'' پر خاکسار کا مضمون دو

قسطوں میں نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس میں شائع ہوا۔

ڈیلی بلیٹن میں رمضان المبارک اور مسجد بیت الحمید میں پروگراموں کے بارے میں صفحہ اوّل پر ہماری خبر مع تصاویر شائع ہوئے۔

پاکستان ایکسپریس میں حضور انور کے دورہ امریکہ کی خبر شائع ہوئی اور جلسہ کی تصاویر بھی۔

ڈیلی بلیٹن کے مذہبی سیکشن میں خاکسار کا مضمون عید سے ایک دن قبل ''عیدالفطر تہوار'' کے عنوان سے شائع ہوا۔

ایک اور اخبار CONTRA COSTA TIME میں رمضان کے اختتام کی خبر شائع ہوئی۔

یہی خبر ڈیلی بلیٹن میں بھی شائع ہوئی۔

پاکستان ایکسپریس میں رمضان المبارک کے فضائل پر خاکسار کا مضمون دو قسطوں میں شائع ہوا۔ اسی اخبار میں عیدالفطر کی خبر مع تصاویر شائع ہوئیں۔

لوکل اخبار چینو چیمپیئن میں بھی مختصراً یہ خبر شائع ہوئی عید سے متعلق

ایشیاء ٹوڈے میں ''رمضان میں خدا کو حاصل کرنا اور مخلوق سے ہمدردی'' کے عنوان پر انگریزی میں خاکسار کا مضمون شائع ہوا۔ رمضان سے کسطرح فائدہ حاصل کریں پیس میگ کینیڈا میں شامل ہوا۔

عربی اخبار الانتشار العربی میں عربی رمضان المبارک سے کس طرح فائدہ اٹھایا جائے شائع ہوا۔

فضائل رمضان المبارک پر نیویارک عوام میں مضمون شائع ہوا۔ اسی اخبار میں عیدالفطر کی خبر بھی شائع ہوئی۔

پیس میگ کینیڈا میں ''ذرا سوچئے تو سہی'' والا مضمون بھی شامل ہوا۔

حضور کے دورہ امریکہ پر حاسدین کا حسد

مخالفین اور معاندینِ احمدیت اور حاسدین کو جماعت کی ترقی ایک آنکھ نہیں بھاتی اس کا ایک شاہکار دورہ امریکہ اور کیپیٹل ہل میں تقریر کو غلط اور جھوٹ اور بہتان کے طریق پر ایک شخص نجیب زادے نے مضمون پاکستان نیوز میں لکھا ہے۔ اس کا ہم نے جواب دیا مگر افسوس کہ اخبار بھی معاند احمدیت ہے اس نے یہ جواب شائع نہیں کیا۔ پھر اخبار ملت میں اس شخص نے بڑا بہتان باندھا ہے اس کا بھی جواب لکھ کر بھیجا مگر یہ شائع نہیں کیا گیا۔

کل 34 مضامین۔ خبریں اور اشتہارات شائع ہوئے۔

ستمبر 2012ء

عربی اخبارات، الانتشار العربی اور الاخبار میں حضور انور کے خطبات جمعہ کا خلاصہ شائع ہوئے۔ اسی طرح اردو اخبارات میں بھی الفضل سے حضور کے خطبہ کا خلاصہ شائع ہوا۔ ایک اخبار پاکستان وائس میں جماعت احمدیہ پنڈی کی خبر شائع ہوئی کہ احمدیوں کو نماز عید پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔

پیس میگ کینیڈا میں خاکسار کا مضمون کہ رمضان المبارک اور عید ہمارے لئے کیا سبق چھوڑ گئے ہیں شائع ہوا۔

انڈیا ویسٹ میں ہماری عید کی خبر مع تصاویر شائع ہوئی۔

ڈیلی بلیٹن کے مذہبی سیکشن میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''کسی کے بارے میں غلط خیال نہ کرو'' شائع ہوا جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کی کشتی نوح سے عبارت بھی تھی۔ یہ مضمون پڑھ کر ایک خاتون Ms.Juley نے کال کی۔ اکثر مضامین شائع ہونے پر غیر مسلم کالیں کرتے ہیں، اسطرح انہیں مزید اسلام واحمدیت کا تعارف کرانے کا موقع مل جاتا ہے۔

اس خاتون نے سوال کئے کہ آپ نے اسلام کی یہ تعلیم بیان کی ہے ہمیں بتائیں کہ اس تعلیم پر کہاں یا کس اسلامی ملک میں اس پر عمل ہوتا ہے؟ وہ تو آپس میں ایکدوسرے کو مار رہے ہیں اور بے دریغ ایکدوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ خاکسار نے ان کو جواب دیا کہ اس پر دنیا کے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ کے ممبران عمل کر رہے ہیں۔ اور اس تعلیم کو ہم بار بار بیان کر رہے ہیں کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے، اس میں داخل ہو جاؤ گے تو امن میں آ جاؤ گے۔ چنانچہ ان کو ہم نے انٹرفیتھ کا دعوت نامہ بھجوایا تو وہ اپنے خاوند کیساتھ گذشتہ ماہ ہمارے انٹرفیتھ میٹنگ میں بھی شامل ہوئی۔ یہ ہمارے مضامین کی مستقل قاری ہیں۔

پاکستان ایکسپریس کی ایک اشاعت میں خاکسار کا مضمون بعنوان ''امریکہ ومغربی ممالک میں اقلیتوں کے ساتھ سلوک''، جس میں مختلف ممالک کا تجزیہ کیا گیا کہ جو سلوک مسلم ممالک میں اقلیتوں کے ساتھ ہو رہا ہے ان کی دیکھا دیکھی مغرب میں بھی ویسا ہی سلوک مسلمان اقلیتوں کے ساتھ ہونے لگا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بعض ممالک میں ایسے قانون ہیں جو دہشت گردوں کے ہاتھ

مضبوط کرتے ہیں۔لیکن ان مما لک میں ایسانہیں ہے۔یہی مضمون نیو یارک عوام میں بھی شائع ہوا۔

''ہمیں کیا ہوگیا ہے'' کے عنوان سے ان دونوں اخبارات میں شائع ہوا۔اس مضمون میں خاکسار نے دو باتوں پر تجزیہ کیا تھا ایک تو کراچی میں ایک فیکٹری میں آگ لگنے پر جس میں بہت سارے لوگ لقمہ اجل بن گئے۔دوسرے گستاخ رسول پر فلم بننے پر مذمت کی تھی اور اسکے نتائج بیان کئے تھے۔

دی سن انگریزی میں اداریہ والے صفحے پر خاکسار کا مضمون ''امریکہ کے سفیر کا لیبیا میں قتل'' اور گستاخی رسولؐ پر جو فلم بنائی گئی تھی اسکے بارے میں اسلامی تعلیم بیان کی گئی شائع ہوا۔

''رمضان المبارک اور عیدالفطر کا سبق'' نیو یارک عوام میں بھی شائع ہوا۔

پاکستان ایکسپریس اور نیو یارک عوام کی اشاعتوں میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان'' نہتے اور معصوم و بے گناہوں کے نام'' شائع ہوا۔جس میں مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کی پریس ریلیز بھی شامل اشاعت تھی۔پاکستان ایکسپریس میں لیبیا میں امریکی سفیر کے قتل اور فلم کے بارے میں خبر شائع ہوئی۔

ڈیلی بلیٹن میں ہمارے بک سٹال کے بارے میں خبر شائع ہوئی۔

اردو کے دو اخبارات میں'' میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریوں'' میں خاکسار کا مضمون شائع ہوا۔

ایشیاء ٹوڈے میں عید کی خبر شائع ہوئی۔

عیسائیوں کے ایک فرقہ Seventh day Adventist کا ایک میگزین نکلتا ہے انہوں نے خاکسار کا ایک مضمون شائع کیا یہ مضمون پرانا تھا۔مگر انہوں نے اس ماہ کی اشاعت میں شائع کیا اور خاکسار کو فون کیا کہ ہم آپکو اس کا معاوضہ دینا چاہتے ہیں خاکسار نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا کہ ہم دین حق کی تعلیم بیچتے نہیں۔افادہ عام کے لئے شائع کرتے ہیں۔

اس ماہ کل مضامین،خطوط و اشتہارات اور خبروں کی تعداد 30 تھی۔

اکتوبر 2012ء

الاخبار۔انگریزی سیکشن میں پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ سلوک کے بارہ میں مضمون شائع ہوا۔اس طرح اردو اخبارات پاکستان ایکسپریس اور نیو یارک عوام میں ایک مضمون پاکستانی مسلمانوں کا عشق رسول۔کے نام سے شائع ہوا۔اس مضمون میں بھی ناظر امور عامہ مکرم سلیم الدین صاحب کی پریس ریلیز اور بی بی سی اردو سے بعض حصے لئے گئے تھے جو شامل مضمون کئے گئے۔

''قائداعظم تیرا احسان ہے'' کے عنوان سے خاکسار کا مضمون ان دونوں اخبارات میں شائع ہوئے۔پیں میگ کینیڈا نے بھی'' امریکہ ومغربی مما لک میں اقلیتوں کے ساتھ سلوک'' والا مضمون شائع ہوا۔

ڈیلی بلیٹن کے ہر ہفتہ کے دن کی اشاعت میں ایک مذہبی سیکشن میں مذہبی لیڈروں کی طرف سے اپنے اپنے پروگرام شائع ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی سالوں سے اس صفحہ پر ہماری طرف سے درج ذیل امور کے متعلق اشتہار شائع ہوتا ہے۔پانچوں نمازیں،جمعہ ڈیڑھ بجے انگریزی میں سنڈے کلاسز،اسلام کے موضوع پر سوالات کے جوابات،ریڈیو پروگرام،فری لیکچر وغیرہ۔مہمان کسی بھی وقت وزٹ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ،اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ فون کر کے مسجد کا وزٹ کرتے ہیں۔ ☼☼☼☼☼

سانحہ ارتحال

محمد ادریس' ویلڈ اسٹا' جارجیا

میری پیاری بہن (آپا) سکینہ بیگم صاحبہ ربوہ میں انتقال کر گئیں آپ حضرت میاں محمد دین صاحب یکے از اصحاب احمد ۳۱۳ کی نواسی اور صوبیدار مظفر احمد صاحب جو دوسری جنگ عظیم میں برما میں شہید ہوئے کی بیٹی تھیں مرحومہ کے شوہر میجر عبدالمجید صاحب انگلینڈ' امریکہ (۱۹۶۰ کی دہائی میں ڈیٹن' اوہائیو) اور جاپان میں مبلغ کے طور پر خدمات دینیہ بجالائے اگرچہ بچپن میں ہی مرحومہ کے ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے ھشاش بشاش طبیعت ودیعت فرمائی جس سے ہر کوئی ان کی صحبت میں رہنے پر مجبور ہو جاتا تھا' پیار کرنے والی تھیں' ہر کسی کی ہر طرح کی مدد کرنے پر فوراً تیار ہو جاتیں صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نیکی میں سبقت لے جانے والی تھیں' خلافت حقہ سے گہری محبت اور عقیدت رکھتی تھیں' موصیہ تھیں' خدا تعالیٰ نے دو بیٹوں سے نوازا' گروپ کیپٹن راجہ عبد المالک صاحب (داماد کرنل مرزا داود احمد صاحب) اور عبدالخالق راجہ صاحب ورجینیا' آپ کی ایک بیٹی امریکہ میں دوسری اسلام آباد میں اور تیسری سپین میں مقیم ہے' دعا ہے خدا تعالیٰ آپ کی اولاد در اولاد کا ہر لمحہ حافظ و ناصر ہو' اور مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین میں ارفع مقام عطا فرمائے' آمین

آؤ توبہ کریں

امتہ الباری ناصر

میری خوابوں کی اُجلی سنہری زمیں
ہنستے پھولوں کی خوشبو سے مہکی ہوئی
امن اور پیار کے رس میں ڈوبی ہوئی
یہ زمیں تو خداداد انعام تھی
اس میں کیوں آگ اور خوں کی ہولی ہوئی
خونِ انساں کیوں اتنا ارزاں ہوا
ہر طرف ہے قیامت کا منظر بنا
زلزلے، قحط، طوفاں حوادث، وبا
بوئے بارود ہے نارِ نمرود ہے
رہنما جو ہمارے ہیں رہزن ہوئے
اقتدار اور دولت کی مستی میں گم
سب رعونت تکبر کے مارے ہوئے
کھیلتے ہیں زمانے کی تقدیر سے
ناخداؤ یہ بے چہرہ شہروں کی دھند
آسمانوں سے قہرِ خدا لائی ہے
لالچی گدھ ہیں نظریں جمائے ہوئے
کب وطن کا بدن آخری سانس لے
ہو گیا ہے خدا ہم سے ناراض کیا
آؤ سوچیں کہ ہم سے ہوئی کیا خطا
آسمانی صحیفوں میں لکھا ہے کیا

کیوں بھڑکتا ہے دھیمے خدا کا غضب
اک منادی نے سب برملا کہہ دیا
آج انسان خدا کو ہے بھولا ہوا
اپنے ہونے کا دیتا ہے وہ خود پتا
سچ کی تکذیب سچوں کی تعذیب ہے
جھوٹ سیلاب کی شکل میں سر سے اُونچا ہوا
کیوں عذابوں کو آواز دیتے ہو تم
اب بھی کچھ وقت باقی ہے اے دوستو
اپنے قصبوں فصیلوں کو تم چھوڑ کر
اپنے شہروں سے قصبوں سے باہر چلو
اپنے گھر اپنی چاہت سے منہ موڑ کر
اپنے بچے بلکتے ہوئے چھوڑ کر
ربط ارضی خداؤں سے سب توڑ کر
آؤ ہم گڑگڑا کے دعائیں کریں
اپنی چیخوں سے اُس کا کرم مانگ لیں
آؤ! توبہ کریں
آؤ! توبہ کریں
مہرباں ہے خدا ایک ماں کی طرح
مہرباں ہے خدا بخش دے گا ہمیں
میرے خوابوں کی اُجلی سنہری زمیں

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا جاتا ہے کہ ایک بزرگ تھے جن کے پاس اُنکا ایک شاگرد کافی عرصہ رہا۔ اورتعلیم حاصل کرتا رہا جب وہ تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے گھر جانے لگا تو اُس بزرگ نے اُس سے دریافت کیا کہ میاں تم اپنے گھر جارہے ہو کیا تمہارے ملک میں شیطان بھی ہوتا ہے؟ وہ یہ سوال سُن کر حیران رہ گیا۔ اُس نے کہا شیطان بھلا کہاں نہیں ہوتا۔ ہر ملک میں شیطان ہوتا ہے اور جہاں میں جارہا ہوں وہاں بھی شیطان موجود ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر وہاں پر شیطان ہے تو پھر جو کچھ تم نے میرے پاس رہ کر علم حاصل کیا ہے جب اس پرعمل کرنے لگو گے تو لازماً شیطان تمہارے رستہ میں روک بن کر حائل ہوگا۔ ایسی حالت میں تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا میں شیطان کا مقابلہ کروں گا۔ وہ بزرگ کہنے لگے بہت اچھا تم نے شیطان کا مقابلہ کیا اور وہ تمہارے دفاع کی تاب نہ لاکر بھاگ گیا لیکن جب پھر تم عمل کی طرف متوجہ ہونے لگے اور خدا تعالےٰ کے قرب کے حصول کے رستوں پر تم نے چلنا شروع کیا اور پھر شیطان پیچھے سے آگیا اور اُس نے تمہیں پکڑ لیا اور تمہیں آگے بڑھنے سے اُس نے روک لیا تو پھر تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا مَیں پھر شیطان کا مقابلہ کروں گا۔ اور اُس سے پیچھا چُھڑا کر اللہ تعالےٰ کے قُرب کے حصول کی جدوجہد میں مشغول ہو جاؤں گا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے مان لیا کہ تمہارے مقابلہ کے نتیجہ میں شیطان اس دفعہ بھی بھاگ گیا اور تم جیت گئے لیکن جب پھر تم اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچنے کے لئے جدوجہد کرنے لگے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذرائع اختیار کرنے لگے اور تم نے شیطان کی طرف سے پیٹھ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کیا تو پھر شیطان آگیا اور اُس نے تمہیں پکڑ لیا تو پھر کیا کرو گے؟ شاگرد حیران رہ گیا اور وہ کہنے لگا مجھے تو پتہ نہیں لگتا آپ ہی فرمائیں کہ مجھے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟ وہ فرمانے لگے اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے جاؤ جس نے اپنے مکان کی حفاظت کے لئے ایک بڑا سا مضبوط کُتا رکھا ہوا ہو۔ اور جب تم اپنے دوست کے مکان میں داخل ہونے لگو تو وہ کتا آئے اور تمہاری ایڑی پکڑ لے تو اس وقت کیا کرو گے۔ شاگرد کہنے لگا مَیں کُتے کا مقابلہ کروں گا اور اُسے ماردونگا۔ اگر میرے پاس سوٹی ہوگی تو مَیں اُسے سوٹی سے ماروں گا اور اگر پتھر قریب ہوگا تو اُسے پتھر سے مارونگا۔ انہوں نے کہا مان لیا کہ تم نے کُتے کو سوٹی ماری یا پتھر مارا اور وہ بھاگ گیا لیکن جب پھر تم نے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کی اور کُتے کی طرف پیٹھ پھیری تو وہ پھر آ گیا اور اُس نے تمہاری ایڑی پکڑ لی تو اُس وقت کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا میں اُسے پھر ماروں گا اور اُسے ہٹا کر مکان کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرونگا۔ انہوں نے فرمایا۔ اچھا فرض کرو دوسری دفعہ بھی کُتا بھاگ گیا۔ لیکن جب پھر تم دوست سے ملنے کے لئے مکان کے اندر داخل ہونے لگے تو وہ پھر تمہیں پکڑ لے تو آخر تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا۔ مَیں پھر اُسے مارونگا اور اُسے ہٹانے کی پوری کوشش کرونگا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے اگر یہ جنگ اسی طرح جاری رہی کہ جب تم مکان کے اندر داخل ہونا چاہو تو کُتا تمہاری ایڑی پکڑنے لگے اور جب تم اُسے مارو تو وہ بھاگ جائے لیکن جب پھر مکان کے اندر داخل ہونے لگو تو وہ پھر آکر پکڑ لے تو تم اپنے دوست سے مل کس طرح سکو گے؟ اور اُس سے ملاقات کرنے کا جو مقصد تم لئے ہوئے ہو گے۔ وہ کس طرح پورا ہوگا؟ شاگرد کہنے لگا۔ جب میں یہ دیکھوں گا کہ یہ جنگ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی اور کُتا بار بار مجھے پکڑ لیتا ہے تو مَیں اپنے دوست کو آواز دونگا کہ میاں تمہارا کُتا مجھے نہیں چھوڑتا اِسے آکر ہٹاؤ۔ وہ بزرگ فرمانے لگے بس یہی نسخہ شیطان کے مقابلہ میں بھی استعمال کرنا۔ شیطان اللہ میاں کا کُتا ہے اور جب یہ انسان پر بار بار حملہ آور ہو اور اللہ تعالےٰ کے قریب نہ ہونے دے تو اُس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کو پکارو اور اُسے آواز دو کہ اللہ میاں! مَیں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں مگر آپ کا یہ کُتا مجھے آنے نہیں دیتا۔ اسے روکئے تا کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُسے روک لے گا۔ اور تم شیطان کے حملہ سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

غرض طہارتِ کامل جس کے بعد کوئی ارتداد اور فسق نہیں ہوتا محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جسے انسانی دُعائیں اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 281-282)

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

ذرّوں کی کہانی - آصف کی زبانی

(آصف علی پرویز)

ذروں کا ذکر ان دنوں بہت کثرت سے چل نکلا ہے ۔ حیرت ہوتی ہے کہ ذرے کا وجود اس قدر مختصر مگر چرچا گھر گھر اور ہر نگر ۔ سائنسدانوں کی زبان سے اس کا ذکر اچھنبے کی بات نہیں مگر عام آدمی کی گفتگو میں بھی نئے دریافت ہونے والے ذرے ''ہگز بوسون'' کا تذکرہ عام ہے ۔ پیرا اولمپکس میں ذکر تو کھیل اور کھلاڑی کا ہونا چاہئے تھا لیکن افتتاحی تقریب میں اپاہج مگر نامی گرامی سائنسدان SteveHawkins کو ''ہگز بوسون'' ہی کے گیت گاتے ہوئے سنا گیا۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

ذرّے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ پچھلے 100 سال میں جن سائنسدانوں نے فزکس کا نوبل انعام حاصل کیا ان کی ریسرچ کا محور ذرّہ یعنی ایٹم ہی تھا ۔ فزکس میں نوبل انعام پانے ولے عالمی شہرت کے حامل ان سائنسدانوں میں ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم بھی شامل ہیں ۔

اب جو ذروں کی کہانی بیان ہوگی اس میں آپ کو ذرے (یعنی atom) کی دنیا کی سیر کرائی جائے گی ۔ اس سیر کے دوران آپ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت، ملوکیت اور اس کی ربوبیت کی جھلکیاں جا بجا دیکھنے کو ملیں گی ۔ اس لحاظ سے اس سلسلۂ مضامین کے بنیادی مقصد 2 ہیں ۔ ایک یہ کہ وہ قارئین جن کا سائنس کا علم گہرا نہیں، وہ بھی ایٹم یعنی ذرے کے اندر جھانک سکیں اور اس کے اندر پایا جانے والا حیرت انگیز نظام مشاہدہ کر سکیں ۔ لہٰذا کوشش ہوگی کہ اس مضمون کا بیان عام فہم، اور زبان سادہ رہے ۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ ذروں اور تخلیق کائنات کے بارے میں قرآن مجید میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہ بھی سامنے آجائیں اور اس آئینے میں خالق کائنات کا چہرہ پہلے سے بڑھ کر دیکھا جانے لگے ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

یہ امر قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دنیا کے نامور سائنسدانوں نے جو گہرے سائنسی مضامین بیان کئے ہیں وہ دراصل رموزِ فطرت کو سمجھنے اور قوانینِ قدرت کو جاننے کی ہی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے ۔ گویا لاشعوری طور پر ان کی تمام تر کاوشیں اسی بات پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت ''**خلاق العظیم** '' کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو جائیں ۔ اگرچہ پروفیسر سلام صاحب مرحوم کو چھوڑ کر اکثر سائنسدان عملاً اور قولاً دہریہ واقع ہوئے ہیں لیکن ذرات کا علم بالآخر ان دہریہ سائنسدانوں کو بھی خدا کی ہستی کا ادراک کروا کر چھوڑے گا اور انہیں ''**فتبارک اللہ احسن الخالقین** '' کی گواہی دینے پر مجبور ہونا پڑے گا ۔

چشمِ دل سے دیکھ لو ہر ذرّۂ ارض و سماء
کہہ رہا ہے اے خدا میرے خدا

ایان ایڈم سن نے "A Man of God" میں (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کا یہ کشفی واقعہ بیان کیا ہے جس میں آپ نے خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی نیم غنودگی کی سی کیفیت میں دیکھا کہ ساری زمین سکڑ کر ایک گیند کی شکل اختیار کر گئی ہے ۔ جس پر دُور دُور تک کسی جاندار مخلوق کے کوئی آثار نظر نہیں آتے ۔ نہ زندگی کی چہل پہل ہے، نہ ہی شہر ہیں، نہ آبادیاں ۔ غرض یہ کہ کچھ بھی تو نہیں ۔ بس زمین ہی زمین ہے ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک زمین کا ذرہ ذرہ کانپنے لگا ہے اور زناٹے سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہمارا خدا! ہمارا خدا! ایک ایک ذرہ اپنے وجود کی علتِ غائی کا با آوازِ بلند اعلان کر رہا تھا ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی ۔ ایک ایک ذرے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سُر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا ۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں ہمارا خدا! ہمارا خدا! عجیب بات ہے کہ مئی 1990 میں کائناتی طبیعیات (کاسمک فزکس) کے ایک ماہر نے اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کائنات کی تخلیق کی جو تصویر پیش کی ہے وہ اس نظارے سے حیران کن حد تک ملتی جلتی ہے جو صاحبزادہ طاہر احمد کے تجربے میں آیا ۔

قرآن مجید میں ذروں کا ذکر سورۃ النساء آیت 41، سورۃ یونس آیت 10، سورۃ السبا آیت 4، سورۃ الزلزال آیت 8+9 اور سورۃ السبا آیت 23 میں ملتا ہے ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (السبا:۴) (ترجمہ:) جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ ساعت ہم پر نہیں آئے گی ۔ تو کہہ دے کہ کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے وہ ضرور تم پر آئے گی ۔ اُس (یعنی میرے رب) سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، مگر وہ کھلی کھلی کتاب میں ہے ۔

سورۃ السبا کی اس آیت میں دو قسم کے ''اصغر'' اور ''اکبر'' ذرات کا ذکر ملتا ہے ۔ ہم سائنس کی زبان میں ''اصغر'' ذرات کو Fundamental Particles اور ''اکبر'' ذرات کو Compounds کہہ سکتے ہیں ۔ چنانچہ ذرات کی جو کہانی اور جو Facts آئندہ شماروں میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے ان کا آغاز ''اصغر'' یعنی فنڈامینٹل پارٹیکلز سے کیا جائے گا ۔ اگر آپ ذرے (Atom) کے بارے میں کوئی بھی سوال مثلاً کیا آپ ہمیں کسی بھی مادی چیز کا بنیادی ذرّہ (ایٹم) دکھا سکتے ہیں؟ کیا کسی لیبارٹری میں جا کر ایٹم اور ایٹم کے اندر کی دنیا مشاہدہ کی جاسکتی ہے؟ کیا دنیا میں کوئی مائیکروسکوپ ایسی ہے جو ہمیں الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون دکھا سکے؟ غرض ذرّے یعنی ایٹم کے متعلق سوال کوئی بھی ہو، آپ بلا جھجک پوچھ سکتے ہیں ۔ ان کا جواب اس سائنسی سلسلۂ مضامین میں دیا جایا کرے گا ۔ ان شاء اللہ ۔

ذرّوں کی کہانی - آصف کی زبانی

(آصف علی پرویز)

1894 کی سردیوں کی ایک شام تھی۔ اکثر طلباء اور پروفیسر اپنے گھروں کو جا چکے تھے مگر پروفیسر جان تھامسن اپنی لیبارٹری میں ایک تجربے میں مصروف تھا۔ اُس نے ایک شیشے کی ٹیوب کے اندر سے جس حد تک ممکن ہو سکا ہوا نکال دی۔ اور پھر اس ٹیوب کی ایک طرف بجلی کی مثبت چارج والی تار اور دوسری طرف منفی چارج والی تار کا کرنٹ دیا تو اسے ٹیوب کے اندر روشنی دکھائی دینے لگی (جیسے آجکل گھروں میں شیشے کی ٹیوب لائٹ، بجلی کا بٹن دبانے سے روشن ہو جاتی ہے) اسپر وہ گہری سوچ میں پڑ گیا کہ یہ روشنی کیونکر پیدا ہوئی ؟ وہ بار بار یہ عمل دوہراتا اور اس عمل کے نتیجے میں روشنی کے پیدا ہونے پر غور کرتا رہا اور ایک لمبے عرصے تک اس نے تجربات کو جاری رکھا۔ جن میں اس نے مشاہدہ کیا کہ اس روشن ٹیوب پر مقناطیس کی کوائل رکھنے سے ٹیوب کے اندر موجود روشنی کی شعاع مقناطیس کی طرف مُڑ جاتی ہے۔ (ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا ذکر آگے آئے گا)۔ طویل غور و فکر اور مسلسل تجربات کے بعد بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شیشے کی ٹیوب کے اندر بچی کھچی ہوا (جو گیسوں پر مشتمل ہوتی ہے) کے ایٹم بجلی کے کرنٹ سے پھٹ جاتے ہیں اور شیشے کی ٹیوب میں دیکھی جانے والی روشنی پھٹنے والے ایٹموں کے منفی چارج رکھنے والے ذرّات کی ہے۔ (جنہیں الیکٹران کا نام دیا گیا) چنانچہ جان تھامسن نے ایٹم کو پھاڑنے اور ایٹم کے اندر منفی چارج رکھنے والے ذرّات کی دریافت کا اعلان کر دیا۔

گزشتہ مضمون میں اس بات کا ذکر کیا گیا تھا کہ ہم آپ کو ذرّے (یعنی Atom) کے اندر پائی جانے والی حیرت انگیز دنیا کی سیر کرائیں گے اور اس سیر کے دوران آپ کو خدا تعالیٰ کے خلاّق العلیم ہونے، اس کے مالک ہونے، اس کے پالنہار ہونے اور اس کے واحد لاشریک ہونے کی جھلکیاں جا بجا دیکھنے کو ملیں گی۔ آیئے ہم ایٹم کی اس دنیا کی طرف بڑھتے ہیں۔
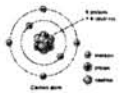
اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات کی ہر مادی چیز خواہ وہ دھات کی مانند کوئی ٹھوس چیز ہو، پانی کی طرح مائع شکل میں ہو یا ہوا کی طرح گیس کی صورت میں ہو، وہ دراصل ایٹموں ہی کا مجموعہ ہے۔ جیسے اینٹوں سے بنا ہوا ایک مکان اینٹوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز تک سائنسدانوں کا یہ خیال تھا کہ ایٹم ایک بنیادی اکائی ہے جسے مزید تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ مگر جان تھامسن کے اوپر بیان کردہ تجربے اور الیکٹران کی دریافت کے بعد یہ خیال غلط ثابت ہو گیا۔ یہ ذرہ جو روشنی پیدا کرتا اور منفی چارج والا ہوتا ہے۔ اس ذرے کا وزن اس قدر کم ہوتا ہے کہ اسے بیان کرنا بھی خاصا مشکل کام ہے۔ ایک الیکٹران کا وزن 9/1000000000000000000000000000000 گرام ہوتا ہے - یہ اتنا چھوٹا ہندسہ ہے کہ اسے روزمرہ کے حساب کی زبان میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس کو سائنسی حساب کے انداز میں 9x10_29 لکھا جاتا ہے۔ الیکٹران کے سائز اور حجم کو سمجھنے کے لئے یہ مثال دی جا سکتی ہے کہ لفظ الیکٹران کے نون میں کھرب ہا کھرب الیکٹران ڈال دیے جائیں تو پھر بھی اس نون جتنی جگہ میں گنجائش باقی ہو گی کہ اس میں مزید اتنے ہی الیکٹران اور ڈالے جا سکیں۔ اس قدر مخفی الوجود ہونے کے باوجود غالب خیال یہی ہے کہ کائنات کی تخلیق کے وقت جو ذرہ سب سے پہلے تخلیق کیا گیا ہو گا وہ ممکنہ طور پر الیکٹران ہو سکتا ہے۔

ایٹم پر بحیثیت مجموعی کوئی (منفی یا مثبت) چارج نہیں ہوتا۔ لہٰذا سائنسدانوں کا دھیان اس طرف گیا کہ ایٹم کے اندر الیکٹران کے علاوہ مثبت چارج رکھنے والا کوئی ذرہ بھی ضرور موجود ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس منطقی اور سائنسی مفروضے پر کی جانے والی تحقیق سالہا سال تک جاری رہی اور بالآخر 1919 میں Lord Rutherford نے مثبت چارج والا ذرہ دریافت کر لیا۔ جس کا نام پروٹون رکھا گیا۔ بعد کی ریسرچ اور تجربات سے معلوم ہوا کہ پروٹون، الیکٹران سے 1836 گنا زیادہ وزنی ہے۔

مثبت چارج رکھنے والے ذرّے پروٹان کی دریافت کے 13 سال بعد 1932 میں ایک اور سائنسدان پروفیسر Chadwick نے ایٹم کے اندر ایک تیسرا ذرہ ڈھونڈ نکالا جسے نیوٹرون کا نام دیا گیا۔ اس ذرے پر مثبت یا منفی کوئی چارج نہیں ہوتا۔

ایٹم کے اندر کی دنیا کیسی ہوتی ہے؟ اس کا نقشہ ایٹم کے اس ماڈل میں دکھایا گیا ہے۔ عین درمیان میں ایٹم کا مرکز ہوتا ہے جہاں پروٹون اور نیوٹرون رہتے ہیں اور ان کے اردگرد ایک معیّن حسابی فارمولے کے مطابق الیکٹران گردش کرتے ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل آئندہ مضامین میں وقتاً فوقتاً بیان ہوتی رہے گی)

ایٹم کو پھاڑنے کی اہمیت

اگر دنیا کے کسی بھی سائنسدان سے پوچھا جائے کہ وہ اہم ترین دریافت کون سی ہے جس کے نتیجے میں گزشتہ 100 سالوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں عظیم انقلاب رُونما ہوا تو ان کا جواب یہی ہو گا کہ ایٹم کا پہلی بار پھاڑا جانا ہی بلاشبہ جدید دور کا اہم ترین سائنسی کارنامہ ہے۔ جس کا سہرا بلاشبہ جان تھامسن کے سر جاتا ہے۔ چنانچہ اس عظیم دریافت پر جان تھامسن کو 1906 میں فزکس کے نوبل انعام سے نوازا گیا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 62 اور سورۃ السبا کی آیت نمبر 4 کا قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ 2 مختلف سورتوں میں بیان ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں کوئی غیر معمولی بات بیان فرما رہا ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ یونس)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ السبا)

اور ان آیات میں مذکور لفظ ''اصغر'' میں ایٹم سے چھوٹے دیگر ذرات کی موجودگی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور ''خلاّق العلیم'' خدا نے ہی ''کتاب مبین'' (یعنی رموزِ فطرت اور قوانین قدرت کی کھلی کتاب) میں ''اصغر'' اور ''اکبر'' ذرّات کے راز کو مکنون فرمایا ہے۔

سائنس کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میرے خیال میں رموزِ فطرت اور قوانینِ قدرت ہی ذرّات کی وہ ''کتاب مبین'' ہے۔ جس کا ذکر ان آیاتِ قرآنی میں کیا گیا ہے۔ عجیب تصرّف الٰہی ہے کہ امام آخرالزماں علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ جہاں قرآنی معارف کی ''کتاب مبین'' اہلِ دنیا پر آشکار ہونا شروع ہوئی وہاں قوانینِ قدرت اور رموزِ فطرت کی ''کتاب مبین'' میں مذکور ذرّات کا دفتر اسرار بھی دنیا پر ظاہر ہونے لگا۔ وگرنہ اس سے پہلے یہ ذرّات موجود ہونے کے باوجود دنیا کی نظر سے اوجھل رہے۔ الہامی روشنی سے منوّر امامِ آخرالزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر الفاظ و معانی کے اَسرار سے کس قدر لبریز ہے:

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص کون پڑھ سکتا ہے سارا دفترِ ان اَسرار کا

ابھی تک تو خلاّق العلیم خدا کی طرف سے ذرّے میں پنہاں ان بے حد و شمار دفاتر اسرار میں سے چند ابتدائی امور ہی کا ذکر اور وہ بھی بہت اختصار اور اجمال کے ساتھ کیا جا سکا ہے۔ کچھ دیگر امور کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہو گا۔